خلافت لائبریری ربوہ

ماھنامہ

انصاراللہ

ربوہ

جولائی ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر

نصراللہ خان ناصر



محترم مولوی محمد صدیق شاہد گورداسپوری صاحب زعیم اعلیٰ انصاراللہ مقامی ربوہ، محترم صاحبزادہ میرزا منصور احمد صاحب صدر مجلس شوریٰ سے مؤرخہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۹۶ء کو علم انعامی برائے سال ۱۹۹۵ء وصول کر رہے ہیں۔

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

خلافت لائبریری ربوہ

2/7/96

ماھنامہ

انصار اللہ

ربوہ

وفا ۱۳۷۵ ہش

جولائی ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراھیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس شمارہ میں

- اداریہ ص۲
- امام الکلام ص۵
- کلام الامام ص۶
- عربی منظوم کلام ص۷
- فارسی منظوم کلام ص۸
- خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۴ مئی ۱۹۹۶ء ص۹
- نظم ص۲۹
- دعوت الی اللہ اور۔ حسن خلق ص۳۱

جلد نمبر ۳۷

شمارہ نمبر ۷

شرح چندہ

پاکستان ساٹھ روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ چھ روپے

اداریہ

احمدیت کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان

جلسہ سالانہ ۔ خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ پر بنیاد

چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں امام الزماں مسیح دوراں سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کے مبارک ہاتھوں دین حق کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوا اور مشیت الہی کے مطابق جماعت احمدیہ کی بنیاد پڑی تا دنیا کے تمام انسانوں کو توحید کے شیریں چشمہ پر جمع کیا جائے اور ملت واحدہ کا قیام عمل میں آئے۔ جو رحمۃ اللعالمین حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ظہور کا مقصد تھا۔

موجودہ دور میں وہ تمام وسائل اور ذرائع میسر آچکے تھے جس سے مشرق و مغرب کا انسان ایک دوسرے سے ظاہری فاصلوں اور دوریوں کو پھلانگتے ہوئے ایک ہوسکے' وحدت کے امکانات پیدا ہو چکے تھے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی تقدیر یہی تھی کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ذریعے دین حق کو عالمگیر وسعت عطا کرے اور وحدت اقوام کا ظہور عمل میں آئے۔ یہی حضرت اقدس کی بعثت کی کا بنیادی اور مرکزی نقطہ ہے۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے۔ جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں"۔ (الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

حضرت اقدس مسیح موعود...... اپنے اس مقدس فریضہ کی سرانجام دہی کے لئے کوشاں رہے اور آپ کے بعد قدرت ثانیہ کے ظہور سے بھی انہی مقاصد عالیہ کی تکمیل ہوتی رہی ہے۔ آج ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے کہ جماعت احمدیہ نسل در نسل دامے درمے قدمے سخنے دین حق کے غلبہ اور عظمت کے قیام کی خاطر ایسی قربانیاں دے رہی ہے جس کی مثال قرون اولیٰ کے سوا اور کہیں نظر نہیں آتی۔

حضرت اقدس نے انسانی وحدت کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر سے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ...... پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

حضرت اقدس کی بعثت کا مرکزی نقطہ "ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے"۔ اور جلسہ سالانہ کی بنیاد "اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی" حقیقتاً ایک ہی مقصد ہے۔ جس کے لئے تائیداتِ سماویہ کام کر رہی ہیں اور بادی النظر میں ناممکنات نظر آنے والی باتیں ممکنات ہوگئی ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ظاہری روکیں پیدا ہوتی رہیں' ابتلاء آئے مگر خدا کی تقدیر غالب آئی۔ حق و صداقت کا بول بالا ہوا۔ جلسہ سالانہ کا بابرکت نظام جس کی روح اعلائے کلمہ دین حق اور اقوام و ملل کی محبت و اخوت اور اتحاد و یک جہتی کا قیام ہے۔ اس کا نظارہ ہر سعید فطرت دیکھ رہا ہے۔ 1891ء کا طلوع ہونے والا وہ ہلال اب آسمان احمدیت پر مہ تمام کی صورت میں چمک رہا ہے۔ آج انگلستان کی سرزمین' اس مقدس جلسہ سالانہ کے خوبصورت نقوش سے مزین نظر آتی ہے۔ جرمنی' افریقہ' کینیڈا اور امریکہ کی سرزمین بھی اجتماعیت کی ان بہاروں اور رعنائیوں پر برملا نازاں و فرحاں ہے۔ یہاں تک کہ مشرق و مغرب اس مبارک "شاخ" سے متمتع ہو رہے ہیں۔ جس کی خبر قدیم نوشتوں اور روایات سے بھی ملتی ہے۔ چنانچہ ینابیع المودّہ جز ثالث (صفحہ ۹۰) میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :۔

"جب امام .... آئے گا تو جَمَعَ اللّٰہُ لَہٗ اَھْلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ (اللہ تعالیٰ اس کے لئے اہل مشرق اور مغرب کو جمع کردے گا)

اسی طرح حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:۔ (ترجمہ فارسی عبارت)

"مومن امام مہدی کے زمانہ میں مشرق میں ہوگا اور بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہے اور جو مغرب میں ہوگا وہ اپنے بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہوگا"۔ (النجم الثاقب جلد 1 صفحہ 101 میرزا حسین نوری مشہد)

ان روایات سے بھی یہ امر واضح ہے کہ امام الزمان کے دور میں اقوام عالم دین حق کے پلیٹ فارم پر ملّتِ واحدہ نظر آئیں گی اور ایسے ذرائع عالم شہود پر آجائیں گے کہ عالمگیر وحدت قائم ہو جائے گی۔ دور حاضر میں نظامِ قدرتِ ثانیہ کی برکت سے جلسہ سالانہ کا عالمگیر نظارہ اگرچہ مختلف بلاد و امصار میں نظر آرہا ہے مگر ماہِ رواں کے آخری ایام انگلستان میں یہ عظیم الشان روح پرور منظر پیش کرنے والے ہیں۔ جب زمین کے کناروں سے عشاق محوِ پرواز ہوں گے اور اپنے آقا کی قدم بوسی کا شرف بھی حاصل کریں گے اور اس بابرکت سے کوئی بھی

محروم نہ رہے گا۔ پرواز کی طاقت نہ رکھنے والے بھی اپنے گھروں میں بیٹھے مستفیض ہوسکیں گے۔ پس ان آنے والے بابرکت ایام کے ناطہ سے ہر احمدی کے لئے دعوتِ فکر ہے ۔ اور ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ

- اس مبارک جلسہ پر عالمی بیعت میں ایک احمدی کا کیا حصہ ہے۔
- دعوت الی اللہ کا مقدس فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اپنے امام کو کیا تحفہ پیش کیا گیا ہے۔
- اس مبارک جلسہ کے کامیاب انعقاد کے لئے شب بیدار رہ کر کس قدر درد بھری دعائیں کی گئی ہیں۔
- ایم ٹی اے کے پروگرام جلسہ سالانہ کی نشریات سے کس قدر فائدہ اٹھایا ہے۔

آیئے ہم نیکی کی ان تمام راہوں کو اختیار کرنے کا عہد کریں۔ نامعلوم کون کس راہ سے قبول کیا جائے۔
مبارک ہیں وہ جو اس للّٰہی جلسہ کا قصد کئے رواں دواں ہیں اور جو بنفس نفیس اس میں شامل ہونے کی سعادت پائیں گے اور مبارک وہ جو ہر کہیں رخِ انور کا دیدار کرتے ہوئے تسکین روح حاصل کریں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆

۱۲۔ ربیع الاوّل ۔ سیّدنا حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت

۱۲ ربیع الاوّل ۔ وہ مبارک دن ہے جب اس کائنات کے سب سے اعلیٰ و ارفع وجود سیدنا حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی ولادت ہوئی۔ وہ وجود جس کے ظہور سے سارا عالم بقعۂ انوار بن گیا۔ صدیوں کے مُردے جی اُٹھے اس وجود رحمت سے مظلوم انسانیت کو جینے کا حق ملا۔ وہ اقوام عالم کے لئے امن و سلامتی کا شہزادہ تھا جس نے غریب و امیر غلام و آقا، خادم و مخدوم اور کالے اور گورے کے امتیازات کو ختم کردیا۔ پھر آپ نے دنیا کو وہ درس اخوت و محبت دیا کہ دنیا میں ایک اصلاحی معاشرہ قائم ہوگیا۔ اخلاقی قدریں پھر سے زندہ ہوئیں۔

۱۲ ربیع الاوّل ۔ لاریب خوشی و مسرت کا دن ہے۔ ظاہربین نگاہ جلسے جلوسوں اور ظاہری سج دھج تک موقوف ہے۔ مگر درحقیقت یہ دن تجدید عہد کا دن ہے۔ آیئے ہم محبت رسول ﷺ سے اپنے قلب و روح کو معمور کریں اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہم اپنے تئیں سیرت رسول کے سانچے میں ڈھال لیں۔ اور آپ کے اسوہ کے مطابق حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کریں۔ تب یہ دن حقیقی مسرت و شادمانی کا دن بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے قول و عمل سے اس مبارک دن کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق دے۔ آمین

امام الکلام

"سچے اخلاق"

سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ...... فرماتے ہیں:-

"ایسے شخص کا صبر اور دشمن کا مقابلہ نہ کرنا معتبر نہیں ہے جس کو انتقام کا موقعہ ہی نہ ملا کیونکہ کیا معلوم ہے کہ اگر وہ انتقام پر قدرت پاتا تو کیا کچھ کرتا۔ جب تک انسان پر دو زمانہ نہ آوے جو ایک مصیبتوں کا زمانہ اور ایک مقدرت اور حکومت اور ثروت کا زمانہ ہو۔ اس وقت تک اس کے سچے اخلاق ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتے۔ صاف ظاہر ہے کہ جو شخص صرف کمزوری اور ناداری اور بے اقتداری کی حالت میں لوگوں کی ماریں کھاتا مر جاوے اور اقتدار اور حکومت اور ثروت کا زمانہ نہ پاوے اس کے اخلاق میں سے کچھ بھی ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر کسی میدان جنگ میں حاضر نہیں ہوا تو یہ بھی ثابت نہ ہوگا کہ وہ دل کا بہادر تھا یا بزدل۔ اس کے اخلاق کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہم نہیں جانتے۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ اگر وہ اپنے دشمنوں پر قدرت پاتا تو اُن سے کیا سلوک بجالاتا اور اگر وہ دولت مند ہو جاتا تو اس دولت کو جمع کرتا یا لوگوں کو دیتا اور اگر وہ کسی میدانِ جنگ میں آتا تو دُم دبا کر بھاگ جاتا یا بہادروں کی طرح ہاتھ دکھاتا۔ مگر خدا کی عنایت اور فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن اخلاق کے ظاہر کرنے کا موقعہ دیا۔ چنانچہ سخاوت اور شجاعت اور حلم اور عفو اور عدل اپنے اپنے موقعہ پر ایسے کمال سے ظہور میں آئے کہ صفحۂ دنیا میں اس کی نظیر ڈھونڈنا لاحاصل ہے۔ اپنے دونوں زمانوں میں ضعف اور قدرت اور ناداری اور ثروت میں تمام جہان کو دکھلا دیا کہ وہ ذات پاک کیسی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی جامع تھی۔ اور کوئی انسانی خُلق اخلاقِ فاضلہ میں سے ایسا نہیں ہے جو اس کے ظاہر ہونے کیلئے آپؐ کو خدا تعالیٰ نے ایک موقعہ نہ دیا۔ شجاعت، سخاوت، استقلال، عفو، حلم وغیرہ وغیرہ تمام اخلاقِ فاضلہ ایسے طور پر ثابت ہوگئے کہ دنیا میں اس کی نظیر کا تلاش کرنا طلبِ محال ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ جنہوں نے ظلم کو انتہا تک پہنچا دیا اور اسلام کو نابود کرنا چاہا خدا نے اُن کو بھی بے سزا نہیں چھوڑا۔ کیونکہ اُن کو بے سزا چھوڑنا گویا راستبازوں کو اُن کے پَیروں کے نیچے ہلاک کرنا تھا۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ رُوحانی خزائن جلد دہم صفحہ ۴۴۹ تا ۴۵۰)

کلام الامام

دُعا کا معجزہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ ۵۔ اپریل ۱۹۹۶ء سے ایک اقتباس:۔

"..... ایسی دنیا جہاں مادہ پرستی کے اندھیروں نے قوم کو ڈھانپ لیا ہو اور ہر طرف سے مادہ پرستی اور اس کے مشاغل میں انسان اپنی ساری زندگی کھو رہا ہو، اس کے سوا کچھ دکھائی نہ دے ان سے آپ مذہب کی باتیں کریں۔ مرنے کے بعد کے قصّے سنائیں یہ بالکل بے کار بات ہے۔ دیوار سے باتیں کرنے والی بات ہے ان کے کانوں میں تو پڑ ہی کچھ نہیں سکتا۔ ان کا کیا علاج ہے؟ ان کا علاج یہ ہے کہ ان کیلئے دعا لازم ہے۔ جب تک دعا کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے مدد طلب نہ کریں اس وقت تک ان کی آنکھیں کھل نہیں سکتیں۔ اس لئے وہاں بھی مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے فرمایا ہے اللہ کے سوا کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ تمہیں اختیار نہیں ہے، تم ان کی آنکھیں نہیں کھول سکتے، لیکن اللہ کھول سکتا ہے ...... دعا اگر سنجیدگی سے ہو اور توکّل کے ساتھ ہو تو غیر معمولی طاقت رکھتی ہے۔ کیونکہ پھر آپ کی تدبیر، تقدیر کے ساتھ آسمان سے اُترتی ہے۔ ورنہ دنیا کی تدبیر آسمانی تقدیر کے خلاف کچھ بھی کر نہیں سکتی۔ کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔ اس لئے یہ فرمایا گیا ہے۔ کہ اللہ کے ہاتھ میں ہدایت موجود ہے۔ ابھی تک تمہارے ہاتھ میں نہیں رہی۔ تمہارے بس کا روگ نہیں رہا۔ یہ لوگ اگر کبھی ہدایت پائیں گے تو خدا کے فضل سے پائیں گے ورنہ نہیں۔

پس مُردوں کو زندہ کرنا اس کو کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں حضرت مسیح موعود ...... فرماتے ہیں وہ صدیوں سے جو قبروں میں دبے پڑے تھے وہ زندہ ہوگئے۔ وہ کیا بات ہوئی، کیا ماجرا گزرا، فرمایا ایک فانی فی اللہ کی دعائیں ہی تو تھیں۔ وہاں یہ نہیں فرمایا کہ تعلیم کتاب تھی یا مضامین بیان کرنے کا طریق تھا۔ جس کی وجہ سے وہ گڑھے مُردے جو صدیوں سے مرے پڑے تھے وہ زندہ ہو گئے۔ دیکھیں ایک عارف باللہ ہی عارف باللہ کی حقیقت کو سمجھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود ...... نے جو فرمایا وہی حق ہے۔ اس کے سوا کوئی حق نہیں ...... اگر کام آئیں تو دعائیں کام آئیں فرمایا یہ جو عجیب معجزہ تم نے بیابان عرب میں رُونما ہوتے دیکھا وہ ایک فانی فی اللہ کی دعائیں ہی تو تھیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل لندن جلد ۳ شمارہ ۲۱
ص ۵ کالم ۲ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۹۶ء)

عربی منظوم کلام

وما دِیْنُنَا اِلّا ھدایۃُ احمدا

وَمَا دِیْنُنَا اِلَّا ھِدَایَۃُ اَحْمَدَا ❊ فَیَا لَیْتَ شِعْرِیْ مَا یَظُنُّ الْمُکَفِّرُ

اور نہیں ہے ہمارا کوئی دین سوائے احمد کی ہدایت کے۔ کاش میں جانتا کہ کیا ہے وہ بات جسے مکفر (دین و ہدایت) گمان کر رہا ہے

وَکَمْ مِّنْ دَلَائِلَ قَدْ کَتَبْتُ لِطَالِبٍ ❊ یُفَکِّرُ فِیْھَا لَوْ ذَعِیٌّ مُّدَبِّرُ

اور بہت سے دلائل ہیں جو مَیں نے طالبِ حق کیلئے لکھے ہیں، ایک مدبّر عالم ان میں سوچ سے کام لے گا

اَلَا اَیُّھَا الْمُتَکَبِّرُ الْمُتَشَدِّدُ ❊ تُرِیْدُ ھَوَانِیْ وَالْکَرِیْمُ یُعَزِّرُ

اے متکبّر تشدد کرنے والے! تُو میری ذلّت چاہتا ہے حالانکہ کریم خدا مجھے عظمت دے رہا ہے

وَاِنْ کُنْتَ لَا تَخْشٰی فَقُلْ لَسْتَ مُؤْمِنًا ❊ وَیَأْتِیْ زَمَانٌ تُسْئَلَنَّ وَتُخْبَرُ

اور اگر تُو ڈرتا نہیں تو (مجھے) کہنا رہ کہ تُو مومن نہیں اور ایک زمانہ آئے گا کہ تجھ سے ضرور پوچھا جائے گا اور تجھے پتہ لگ جائے گا

وَکُلُّ سَعِیْدٍ یَّعْرِفُ الْحَقَّ قَلْبُہٗ ❊ وَاَمَّا الشَّقِیُّ فَیَعْلَمَنْ حِیْنَ یَخْسَرُ

اور ہر ایک سعید کا دل حق پہچان لیتا ہے اور جو بدبخت ہے سو وہ اس وقت جانے گا جب وہ خسارے میں پڑے گا

وَاِنِّیْ تَرَکْتُ النَّفْسَ وَالْخَلْقَ وَالْھَوٰی ❊ فَلَا السَّبُّ یُؤْذِیْنِیْ وَلَا الْمَدْحُ یُبْطِرُ

اور بے شک مَیں نے نفس کو مخلوق کو اور خواہشات کو چھوڑ دیا ہے سو اب نہ گالی مجھے تکلیف دیتی ہے اور نہ مدح مجھے فخر دلاتی ہے

اُحِبُّ اِلٰی مَنْ لَّا یُحِبُّ مَحَبَّۃً ❊ وَاَدْعُوْا لِمَنْ یَّدْعُوْ عَلَیَّ وَیَھْذِرُ

مَیں تو محبت کی وجہ سے اسکی طرف بھی مائل ہوتا ہوں جو میری طرف مائل نہیں ہوتا اور مَیں اس کیلئے بھی دعا کرتا ہوں جو مجھ پر بددعا کرتا ہے اور بکواس کرتا ہے

خُذِ الرِّفْقَ اِنَّ الرِّفْقَ رَأْسُ الْمَحَاسِنِ ❊ وَیَکْسِرُ رَبِّیْ رَأْسَ مَنْ یَّتَکَبَّرُ

تُو نرمی اختیار کر کہ نرمی تمام خوبیوں کی جڑ ہے، اور میرا ربّ اس شخص کا جو تکبّر کرتا ہے، سر توڑ دیتا ہے

(روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۳۴۱-۳۴۳)

فارسی منظوم کلام

ہم چُنیں بر مَن کرم ہا کردہ است

آں خدا با یار خود یاری کند ❖ با وفاداراں وفاداری کند
وہ خدا اپنے دوست کے ساتھ دوستی کرتا ہے اور وفاداروں کے ساتھ وفاداری کرتا ہے

ہر کہ عشقش دَر دل و جانش فتاد ❖ ناگہاں جانے در ایمانش فتاد
جس کے جان و دل میں اس کا عشق داخل ہو جاتا ہے تو یکدم اُس کے ایمان میں جان پڑ جاتی ہے

عشقِ حق گردد عیاں بر رُوئے اُو ❖ بُوئے اُو آید ز بام و کوئے او
خدا کا عشق اس کے منہ پر ظاہر ہو جاتا ہے اور اُسی کی خوشبو اس کے مکان اور گلی سے آتی ہے

دیدِ اُو باشد بحُکمِ دیدِ اُو ❖ خود نشیند حق پئے تائیدِ اُو
اُس کی زیارت خدا کے دیدار کا حکم رکھتی ہے اور خدا تعالیٰ آپ اس کی نصرت میں لگ جاتا ہے

بس نمایاں کارہا کاندر جہاں ❖ مے نماید بہرِ اکرامش عیاں
بہت سے بڑے بڑے کام خدا تعالیٰ اس دنیا میں اس کی عزت کے لئے دکھاتا ہے

صد شعاعش می دہد چوں آفتاب ❖ تا مگر جانے بر آید از حجاب
آفتاب کی طرح اسے روشنی کی صدہا شعاعیں بخشتا ہے تاکہ کوئی جان ظلمت کے حجابوں سے نجات پا جائے

ہم چُنیں بر مَن کرم ہا کردہ است ❖ منکرم بر خود ستم ہا کردہ است
خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسے کرم فرمائے ہیں مگر میرے منکروں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا ہے

(تحفہ غزنویہ ۔ رُوحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۳۳)

سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنّت میں لے جاتی ہے

دنیا میں سب سے بڑی تباہی مچانے والی کمزوری جھوٹ ہے
جھوٹ ــ ہر بیماری کی جڑ ہے اور شرک بھی جھوٹ ہی ہے ......

اگر آپ اپنی زندگیوں کو سچا بنا لیں تو دنیا میں جنّت حاصل کر لیں گے سچ میں تسکین دینے کی جو طاقت ہے وہ دنیا کی کسی اور چیز میں نہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
مورخہ ۲۴۔ ہجرت ۱۳۷۵ ہش بمطابق ۲۴۔ مئی ۱۹۹۶ء بمقام جرمنی

(خطبہ کا یہ متن ماہنامہ انصار اللہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝

(الفرقان : ۷۳)

اس کے بعد فرمایا:۔

"آج مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ اور آج کے خطبہ ہی میں مجھے خدام سے بھی افتتاحی خطاب کرنا ہے۔

اس سلسلہ میں مَیں نے آج کے اس خطبہ کے موضوع کے لئے یہ آیت چُنی ہے جس کی مَیں نے ابھی تلاوت

کی ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ اپنے اُن بندوں کی صفات بیان فرماتے ہوئے جو رحمٰن خدا کے بندے ہیں۔ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے یا جھوٹ کی زیارت بھی نہیں کرتے۔ یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ میں یہ دونوں معانی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں رمضان کے مہینے کے متعلق فرمایا:۔

فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ جس نے رمضان کے مہینے کا منہ دیکھا وہ یہ کرے۔ تو یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ کا جو عام معروف ترجمہ ہے وہ تو یہی ہے کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ مگر اس آیت میں خصوصیت کے ساتھ جو مضمون بیان ہے اس میں یہ ترجمہ کرنا تو بدرجہ اولیٰ ہو گا۔ کہ وہ جھوٹ کا منہ تک نہیں دیکھتے۔ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا۔ اور جب لغوبات سے گزرتے ہیں تو عزت اور وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ تو چونکہ لغوبات بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے۔ اس لئے جھوٹ کو دیکھتے تک نہیں کا مضمون اس آیت کے سیاق و سباق میں بالکل صحیح بیٹھتا ہے۔

آج خصوصیت کے ساتھ مشرقی قومیں جھوٹ کا شکار ہو چکی ہیں۔ اور اگرچہ مغرب میں بھی یہ بیماری داخل ہو رہی ہے۔ مگر عملاً دونوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔ ہمارے ملک پاکستان میں بھی اور ہمسایہ ملک ہندوستان میں بھی۔ بنگلہ دیش میں بھی اور افریقہ کے اکثر ممالک میں بھی جھوٹ اب روزمرہ کی ایک عادت بن چکا ہے۔ اور دنیا میں سب سے بڑی تباہی مچانے والی کمزوری، جھوٹ ہے۔ جو ایک عام کمزوری بن کے شروع ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ سے باز رکھنے کے لئے جو نصائح فرمائیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں گناہوں میں سے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ یعنی ایسے گناہ جو بہت بڑے ہیں۔ اُن میں وہ جو بہت ہی بڑے بڑے ہیں۔ اُن کے متعلق میں تمہیں نہ بتاؤں۔ ہم نے عرض کیا ضرور بتائیں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کا شریک ٹھہرانا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ یہ دو باتیں بیان فرماتے کے بعد آپؐ تکیہ کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ جوش میں آکر بیٹھ گئے اور بڑے زور سے فرمایا۔ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ۔ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ۔ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ۔ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ۔ سنو! خبردار!! جھوٹ بولنا۔ جھوٹ بولنا۔ جھوٹ بولنا۔ جھوٹ بولنا۔ آپؐ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ ہم نے چاہا کہ کاش حضور خاموش ہو جائیں۔

پس اگرچہ جھوٹ کا ذکر تیسرے نمبر پر آیا مگر سب سے زیادہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جھوٹ پر آ کر جوش کا اظہار فرمایا اور بے اختیار بار بار یہ نصیحت فرماتے رہے کہ خبردار جھوٹ کے قریب تک نہ جانا۔ وجہ یہ ہے کہ جھوٹ سب گناہوں کی جڑ ہے۔ شرک بھی جھوٹ ہی کا نام ہے۔ اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا بھی ایک جھوٹ ہے۔ درحقیقت جھوٹ کا جتنا بھی تجزیہ کریں آپ اسی وقت یہ معلوم کریں گے کہ ہر بدی کی جڑ جھوٹ کی سرزمین میں ہے۔ جھوٹ کی زمین سے ہی تمام بدیاں پھوٹتی ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جھوٹ کا ذکر فرماتے ہوئے بار بار یہ تاکید فرمائی کہ خبردار! جھوٹ سے پرہیز۔ جھوٹ سے پرہیز۔ جھوٹ سے پرہیز۔

جھوٹ کے متعلق جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ یہ ہر بیماری کی جڑ ہے اور شرک بھی جھوٹ ہی سے پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ ہی درحقیقت **سب سے بڑا شرک** ہے۔ کیونکہ آپ اپنی روزمرّہ کی زندگیوں کا گہری نظر سے مشاہدہ کر کے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ہر جھوٹ جو بولا جاتا ہے وہ کسی جھوٹے معبود کی خاطر بولا جاتا ہے اور فی ذاتہٖ انسان کو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیشہ سچ بولنا فطرت کے مطابق ہے اور ایک انسان سچی بات کرنا ہی پسند کرتا ہے مگر اس کے باوجود جتنا روزمرّہ کی زندگی میں جھوٹ داخل ہو اتنے ہی جھوٹے خدا انسان کی زندگی میں داخل ہو چکے ہوتے ہیں اور جھوٹ ہمیشہ ایک فرضی معبود کی عبادت کی خاطر بولا جاتا ہے۔ مثلاً آپ کو روزمرہ کی باتیں کرتے ہوئے کوئی ایسی بات بیان کرنا ہو جس سے آپ اپنے کسی جرم پر پردہ ڈالنا چاہیں وہ خواہ شہادت کے دوران ہو یا بغیر شہادت کے ہو تو اُس وقت آپ جھوٹ کا سہارا لے کر حقیقت سے دنیا کی نظر پھیر دیتے ہیں۔ یعنی جب اپنی نظر حقیقت سے پھیرتے ہیں تو دنیا کو دھوکا دیتے ہیں اور ایک مقصد حاصل کرتے ہیں۔ اور اللہ کی عبادت اس سے تمام خوبیاں، تمام نیکیاں، تمام اچھی باتیں حاصل کرنے کی خاطر کی جاتی ہے۔ وہ لوگ جن کی زندگیوں سے خدا نکل چکا ہو وہ یہی کام جھوٹ سے لیتے ہیں اور ہر مقصد کو جھوٹ کے ذریعہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ جھوٹ کا کاروبار اتنا چل پڑتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ سیاست جھوٹی ہو جاتی ہے۔ تجارت جھوٹی ہو جاتی ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات جھوٹے ہو جاتے ہیں۔ ماں باپ اور بچوں کے تعلقات جھوٹے ہو جاتے ہیں۔ دوستوں کے تعلقات جھوٹے ہو جاتے ہیں۔ زندگی محض ایک دکھاوا بن کر رہ جاتی ہے اور ساری زندگی میں انسان جھوٹ کی عبادت کرتے کرتے دم توڑ دیتا ہے۔ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ میں مُشرک کے طور پر اپنے خدا کے حضور حاضر ہونے والا ہوں۔ وہ جھوٹ جو فائدہ نہ دے وہ بولا ہی نہیں جاتا۔ یہ بنیادی حقیقت ہے کہ جسے آپ یاد رکھیں اور

روزانہ جتنی مرتبہ آپ کو جھوٹ بولنے کی عادت پر عادت ہو اتنی مرتبہ ہی آپ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں پس ہر انسان کی توحید کا معیار اُس کے جھوٹ اور سچ سے پہچانا جائے گا۔ ہاں اس میں ایک استثناء بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کو جب **جھوٹ کی عادت** پڑ جاتی ہے تو پھر وہ عادت ان کو روزمرہ ایسے جھوٹ بولنے پر بھی مجبور کرتی ہے۔ جس کا کوئی واضح مقصد پیش نظر نہیں ہوتا۔ اس لئے آپ اسے یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی بامقصد جھوٹ کی عبادت کی گئی ہے۔ جیسے نیک لوگ بھی جب نمازوں کے عادی ہو جاتے ہیں تو بعض دفعہ یہ طے ہی نہیں ہوتا کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ اور کیا سوچ رہے ہیں۔ بے خیالی میں بھی نماز تو ضرور پڑھتے ہیں۔ وہ عادت ہے لیکن بسا اوقات بالارادہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ اور جو بالارادہ نماز ہو وہ سچی عبادت ہے۔ جو عادت کی نماز ہو وہ فرض تو پورا کر دیتی ہوگی۔ مگر حقیقت میں عبادت کی روح نہیں رکھتی۔

پس منفی طور پر جھوٹ کی بھی یہی کیفیت ہے۔ کہیں تو یہ مخلصانہ غیر اللہ کی عبادت بن جاتا ہے اور کبھی یہ روزمرہ کی عام عبادت بن جاتا ہے۔ جس میں عبادت کا مفہوم کم رہ جاتا ہے اور عادت کا مفہوم زیادہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اسی مضمون کے متعلق فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری قسموں کے متعلق تمہیں پکڑے گا۔ مگر لغو قسموں کو نظر انداز فرما دے گا۔ جو لغو قسمیں ہیں یعنی جھوٹی اور بیہودہ قسمیں ہیں ان پر خدا تعالیٰ پکڑ نہیں کرے گا۔ یہ بھی اس کا احسان ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ قسمیں عادتاً کھائی گئی ہیں یا جو جھوٹ بولا جا رہا ہے یہ عادتاً بولا جا رہا ہے اس میں حقیقت کچھ نہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عادتاً جھوٹ بولنے کو بھی نہایت ہی خطرناک بات قرار دیا ہے۔ کیونکہ آپؐ فرماتے ہیں کہ رفتہ رفتہ جھوٹ بولنے سے ہی عادت بنتی ہے اور جب عادت بن جائے تو ایسے انسان کو یہ عادت لازماً جہنم کی طرف لے جاتی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں تمہیں سچ بولنا چاہیئے کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ انسان سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حضور صدیق لکھا جاتا ہے۔ یہاں یاد رکھیں "سچ بولتا ہے" کے ساتھ آپؐ نے فرمایا سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے اور کوشش کرنے کے بعد فرمایا یہاں تک کہ وہ **خدا کے حضور صدیق لکھا جاتا ہے**۔

پس اس میں ہمارے لئے **ایک بہت ہی بڑی خوشخبری ہے** کہ اگر ہم فوری طور پر اپنے آپ کو جھوٹ سے کلیتہً پاک نہ بھی کر سکیں۔ اگر خدا کی خاطر دل میں یہ ارادہ باندھیں اور مسلسل توجہ کے ساتھ محنت کرتے چلے جائیں اور جھوٹ سے چھٹکارے کی کوشش اور سچ بولنے کی عادت کو اپنانے کی

کوشش کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور صدیق لکھا جاتا ہے۔ یعنی بہت سچا ہو جاتا ہے اور یہ محنت ضائع نہیں جاتی۔ اس کے برعکس آپؐ نے فرمایا۔ اور تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کا باعث بن جاتا ہے اور فسق و فجور آگ کی طرف لے جاتے ہیں۔ ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذّاب لکھا جاتا ہے۔ پس اگرچہ جھوٹ کا عادی انسان بعض دفعہ بے خیالی میں بھی جھوٹ بولتا ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ عادت ایک لمبے عرصہ کی باریوں کی وجہ سے پختہ ہوتی ہے۔ اس کا مزاج بن گیا ہے۔ اور ایسے شخص کو خدا تعالیٰ کذّاب لکھ دیتا ہے۔ یعنی انتہائی جھوٹ بولنے والا۔ اور کذّاب کے لئے جہنم مقدر ہے وہ جنت کا منہ نہیں دیکھے گا۔

پس لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ میں جو شہادت بیان فرمائی گئی وہ درحقیقت اسی غرض سے ہے کہ اگر آپ جھوٹ کا منہ نہیں دیکھیں گے تو آپ جہنم کا منہ بھی نہیں دیکھیں گے۔ اگر آپ جھوٹ کا منہ دیکھیں گے تو جنت کا منہ نہیں دیکھیں گے۔ یہ دو چیزیں اکٹھی نہیں چل سکتیں۔ اس کے باوجود ہم جھوٹ سے بہت بے پرواہ ہیں۔ اور بسا اوقات ایک کام کرنے سے پہلے ہی جھوٹ کا ارادہ باندھ کر گھر سے چلتے ہیں۔ کوئی تجارت ہو یا کوئی معاہدہ کرنا ہو یا کسی ملک میں داخل ہونا ہو پاسپورٹ کا ناجائز استعمال کرنا ہو یا کوئی اور غرض پیش نظر ہو بسا اوقات انسان دل میں یہ ارادہ باندھ کر گھر سے نکلتا ہے کہ میں جھوٹ بولوں گا۔ اور مطمئن ہو جاتا ہے۔ کہ اب میرے کام بن جائیں گے۔ کیونکہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں جھوٹ سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ یہ جو اطمینانِ قلب ہے جو جھوٹ کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے یہ شرک ہے۔ اور یہ بھی علامت ہے کہ یہ انسان مشرک ہے بُت پرست ہے۔ اگرچہ اس نے اپنا نام موحّد لکھ رکھا ہے۔ بظاہر خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے کرتا ہے لیکن ساری فطرت اور اس کی ساری روح جھوٹ کے حضور جھکی رہتی ہے اور اسی کو سجدے کرتی ہے۔

پس یاد رکھو جھوٹ کوئی معمولی بیماری نہیں۔ یہ ایسی بیماری ہے جو ہر شرک کی جڑ اپنے اندر رکھتی ہے۔ ہر ناشکری کی جڑ اپنے اندر رکھتی ہے پس **توحید کے منافی** یہ ایک ایسا گناہ ہے جو توحید کے ہر پہلو سے اس کی ہر حقیقت کو چاٹ جاتا ہے۔ کچھ بھی باقی نہیں رکھتا۔ اور احسان مندی اور شکر گزاری کے جذبات کو بھی کلیۃً چٹ کر جاتا ہے۔ جھوٹے لوگ نہ اپنے ماں باپ کے ہوتے ہیں نہ خدا کے ہوتے ہیں۔ اور ماں باپ کا ذکر خدا کے بعد اس تعلق میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اس نسبت سے بیان فرمایا گیا ہے کہ سب سے بڑا رشتہ تخلیق کا رشتہ ہے۔ خدا چونکہ خالق ہے اس لئے سب سے

زیادہ اس کا حق ہے اور خدا کے بعد ماں باپ چونکہ تخلیق کے عمل میں بنی نوع انسان میں سب سے زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ تمام رشتوں میں سب سے زیادہ تخلیقی عمل میں حصہ لینے والے ماں باپ ہوتے ہیں۔ اس لئے خدا کے بعد اگر کسی کا حق ہے تو ماں باپ کا ہے اور جھوٹ ان دونوں حقوق کو تلف کر دیتا ہے۔ دوستیوں کے حقوق کو بھی تلف کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ نسبتاً ادنیٰ ہیں۔ میاں بیوی کے حقوق کو بھی تلف کر دیتا ہے، کیونکہ وہ نسبتاً ادنیٰ ہیں۔ قومی حقوق کو بھی تلف کر دیتا ہے کیونکہ وہ نسبتاً ادنیٰ ہیں اور حکومت کی اطاعت اور فرمانبرداری اور انصاف کے ساتھ اس سے معاملہ کرنے کو بھی تلف کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی لوگوں کے نزدیک ایک بہت ہی معمولی بات ہے۔ پس یہ دیکھیں کہ جھوٹ آپ کی مجالس میں پلتا کیسے ہے۔ آپ کے گھروں میں اس طرح بار بار استعمال ہوتا ہے اور کیوں آپ کی طبیعت پر اس کا بُرا اثر نہیں پڑتا۔ جب تک یہ احساس بیدار نہیں کریں گے آپ جھوٹ کی بیماری سے شفایاب نہیں ہو سکتے۔ آپ ایک ایسی قوم میں آئے ہیں۔ ایک ایسے ملک میں آپ نے پناہ ڈھونڈی ہے جو اس پہلو سے بالعموم آپ سے بہتر نمونے دکھانے والا ملک ہے بلکہ جہاں تک مَیں نے جائزہ لیا ہے اور اس میں کوئی رعایت مقصود نہیں بلکہ حقیقتِ حال آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ تمام یورپ میں میرے نزدیک **جرمن قوم سب سے زیادہ سچ بولنے والی ہے**۔ اللہ کرے کہ ان کی یہ نیکی اور سچائی ان کو بالآخر توحید کی طرف لے جائے۔ خدا کرے کہ یہ نیکی قائم رہے اور جیسا کہ آج دنیا سے سچ زائل ہو رہا ہے۔ اس قوم میں یہ بیماری داخل نہ ہو۔ یہ عموماً ترقی یافتہ ممالک میں بھی داخل ہو چکی ہے۔ اور یہ قوم اپنے سچ کی حفاظت کر سکے مگر حقیقت یہی ہے کہ ہر پہلو پر غور کرنے کے بعد اور گہری نظر سے جائزہ لینے کے بعد مَیں نے یہ بات دریافت کی ہے کہ تمام یورپین یا مغربی قوموں میں سب سے زیادہ فطرتاً سچی قوم جرمن قوم ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض دفعہ لوگ ان کو اکھڑ سمجھتے ہیں۔ بعض دفعہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ سخت مزاج ہیں۔ حالانکہ ان کے اندر سچائی کی وجہ سے ایک ڈسپلن پیدا ہو گیا ہے۔ اور اسی بناء پر بعض معاملات میں یہ سختی سے عمل کرتے ہیں۔ مگر حقیقت میں اس کی وجہ طبیعت کا اکھڑ پن نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے برعکس مَیں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ یہ قوم سچ کی قدردان بھی ہے۔ اور یہ لوگ جہاں سچے لوگوں کو دیکھتے ہیں وہاں اُن سے طبعاً اُن کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور دنیا کی سچی قومیں ہی ہیں جو سچوں سے محبت کرتی ہیں یا کر سکتی ہیں۔

پس آپ کے لئے یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے کہ آپ ایک ایسے ملک میں آئے ہیں جہاں کم سے کم آپ کے سچ پر کوئی ابتلاء نہیں آیا۔ اور آپ سچ بولنا چاہیں تو ان کے مزاج کے موافق رہیں گے۔ ان

خلافت لائبریری ربوہ

کے مزاج کے برعکس بات نہیں کریں گے ۔ اس کے باوجود اگر آپ اپنی پُرانی گندی عادتوں کو ساتھ لے کر یہاں داخل ہوں اور ان سے جھُوٹ کا معاملہ کریں تو بہت ہی بڑا گناہ ہے ۔ اور بہت ہی بڑی ناشکری بھی ہے ۔ پس جیسا کہ خدا تعالیٰ نے ناشکری کے مضمون کو باندھا ہے ۔ یعنی جھوٹ کے مضمون کے ساتھ یاد رکھیں یہاں بھی آپ کا یہی معاملہ ہے ۔ آپ اگر جھوٹ بولیں گے اس ملک میں رہ کر تو اس قوم کی مہمان نوازی اور اس کے اعلیٰ اخلاق کی بھی ناقدری اور ناشکری کرنے والے ہوں گے ۔ وہ فوائد جو یہ لوگ آپ کو ویسے دیتے ہیں اگر آپ جھوٹ کے ذریعہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو محض یہی نہیں کہ آپ ان کے ناشکر گزار ہوں گے آپ خدا کے بھی ناشکر گزار ہوں گے ۔ اور آپ کا کوئی نیک اثر اس قوم پر قائم نہیں ہو سکتا ۔ نہ آپ کا نہ آپ کے دین کا نہ آپ کی قوم کا ۔ پس آپ جھوٹ کے سفیر بن کر اگر غیر قوموں میں یا دوسری قوموں میں زندگی بسر کرتے ہیں تو حقیقت میں شیطان کے سفیر بن کر زندگی بسر کرتے ہیں ۔ **اللہ کے سفیر** تو سچ کے علمبردار ہوتے ہیں ۔ سچ کے نقیب بنا کرتے ہیں اور آپ کو خدا تعالیٰ اگر سچائی کا موقع عطا فرمائے تو بہت تیزی کے ساتھ آپ اس قوم کے دلوں کو فتح کر سکتے ہیں ۔ پس اگر آپ نے اپنی میزبان قوم کے دلوں کو فتح کرنا ہے تو اس کی چابی بھی سچائی میں ہے ، سچ بولیں سچا کردار بنائیں ۔ سچ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیں آپ کے چہروں سے سچائی ظاہر ہو آپ کے اطوار سچے ہوں ۔ آپ کی طرز گفتگو سچی ہو اور جھوٹ کا تصور تک آپ کے قریب نہ آئے یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق پھر کہا جا سکتا ہے کہ **لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ** احمدی وہ لوگ ہیں جو جھوٹ کا منہ تک نہیں دیکھتے ۔ اگر آپ یہ کریں تو آپ زندہ رہیں گے ۔ آپ کی **بقاء کی قطعی ضمانت** دی جا سکتی ہے ۔ کیونکہ جو آدمی سچا ہو خدائے واحد و یگانہ اس کی حفاظت فرماتا ہے ۔ اور خدا اس کی پُشت پناہی فرماتا ہے ۔ ہر خطرہ سے اس کو بچاتا ہے ۔ کیونکہ اس نے جھوٹ کا سہارا ہونے کے باوجود جھُوٹ کا سہارا نہیں لیا ۔ پس یہ بندہ ، رحمان خدا کا بندہ بن جاتا ہے اور وہ اس کی حفاظت کرنا خود اپنے ذمے لیتا ہے ۔ یہ وہ حقیقت ہے جس میں کوئی ادنیٰ بھی شک نہیں ہے ۔ یہ وہ حقیقت ہے جس سے اکثر دنیا منہ پھیرے بیٹھی ہے ۔ پس آپ نے ایک بہت ہی بڑی ذمہ داری اس قوم میں ادا کرنی ہے ۔ اور وہ (دین حق) اور احمدیت کے نقیب بننا ہے یعنی خدائے واحد و یگانہ کے نقیب بننا ہے اور **سچائی کے نقیب** بننا ہے ۔ اور یہ ایک ایسی ہم آہنگی ہے جس کے نتیجہ میں آپ دونوں کے درمیان گفت و شنید میں کچھ فاصلے دکھائی نہیں دیں گے ۔ سچے سچوں سے ملتے ہیں تو ان کے اندر ایک فطری اور طبعی لگاؤ ہوتا ہے جو ان کو ایک دوسرے کے قریب کر دیتا ہے ۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ

تر داعی الی اللہ وہی کامیاب ہیں جن کے اندر سچائی پائی جاتی ہے کیونکہ وہ سچی بات کرتے ہیں۔ خواہ تھوڑی کریں۔ سچی بات کرتے ہیں خواہ زیادہ دلائل نہ بھی جانتے ہوں۔ ان کی بات میں وزن پیدا ہو جاتا ہے اور وزن سچائی کا نام ہے۔ چالاکیوں کا نام نہیں۔ ایک چھوٹی سی بات بھی جو سچی ہو بعض دفعہ غیر معمولی وزن اختیار کر لیتی ہے۔ اس کے مقابل پر ہزار دلائل بھی کام نہیں کرتے اور بے حقیقت ہو جاتے ہیں۔

یہاں جو کامیاب داعی الی اللہ ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کو جرمن زبان بھی بہت تھوڑی آتی ہے۔ ایسے ہی ایک داعی الی اللہ سے ملاقات کے دوران میں نے پوچھا کہ بتائیں آپ کیا کرتے ہیں۔ تو انہوں نے بڑی سادگی سے کہا کہ دو ہی باتیں ہیں جو میں جانتا ہوں۔ ایک یہ کہ مجھے کوئی علم نہیں۔ زبان بھی نہیں آتی اور اس کا ایک ہی توڑ ہے کہ میں لوگوں کو دعوت دے کر اپنے گھر مہمان بلا لیتا ہوں اور جس حد تک بھی جو کچھ مجھے کہنا آتا ہے سادہ لفظوں میں اُن کو کہتا ہوں اور اس مہمان نوازی کے نتیجہ میں وہ چند منٹ جو میرے پاس بیٹھتے ہیں میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ بڑی تیزی سے میرے قریب آ رہے ہیں۔ اور وہ مجلس ختم نہیں ہوتی مگر ہم ایک دوسرے سے بہت قریب آ چکے ہوتے ہیں۔ تب میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو کچھ لٹریچر دوں تو اکثر کہتے ہیں کہ ہاں ہمیں ضرور دو اور جب میں لٹریچر دیتا ہوں تو وہ بسا اوقات مثبت نتائج ظاہر کرتے ہیں اور صرف اتنی سی میری تبلیغ ہے جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے ایک سال میں تیس احمدی مل چکے ہیں جو بہت ہی مخلص اور فدائی ہیں اور پوری طرح جماعت کے نظام کا حصہ بن چکے ہیں۔

دوسری بات انہوں نے مجھے یہ بتائی کہ دوسرا راز یہ ہے کہ میری بیوی بڑی مہمان نواز ہے۔ وہ کہتے ہیں اگر میری بیوی مہمان نواز نہ ہوتی تو مجھے جرأت ہی نہ ہوتی کہ میں اس طرح وقت بے وقت گھر میں مہمان لے آتا۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام تو کوئی ہوتا نہیں۔ رستہ چلتے کسی سے باتیں شروع ہوئیں۔ تھوڑی سی ہم آہنگی دیکھی اور اس سے پوچھا کہ کیوں جی آپ پسند فرمائیں گے کچھ تھوڑا سا پاکستانی کھانا چکھ لیں۔ تو اکثر تعجب کی وجہ سے یا انوکھی بات سمجھ کر وہ کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ وہ کہتے ہیں میں اس یقین کے ساتھ گھر میں آتا ہوں کہ کوئی بھی وقت ہو کسی قسم کی بھی کوئی مشکل ہو میری بیوی ضرور میرا ساتھ دے گی اور ہمیشہ ساتھ دیتی ہے۔ ہنستے ہوئے مسکراتے ہوئے وہ اس طرح ان کو ویلکم (WELCOME) کرتی ہے کہ اپنے ذاتی مہمانوں کو بھی شاید اس طرح شوق سے کوئی ویلکم (WEL COME) نہ کر سکے۔ کیونکہ اس کی زبان پر سُبحان اللہ ہوتا ہے۔ کہتی ہے اللہ کے مہمان آئے ہیں اور اس وجہ سے

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی جوش اور ولولہ کے ساتھ مہمان نوازیاں کرتی ہے اور کبھی بھی حرفِ شکایت زبان پر نہیں آیا۔ اُس نے کہا یہ دو باتیں ہیں جن کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ فضل فرمایا اور میرے جاہل اور لاعلم ہونے کے باوجود میری دعوت الی اللہ کو پھل لگائے اور ہمیشہ لگاتا ہے۔ اُس شخص کی طرز گفتگو سے مَیں نے اندازہ لگایا اور یہ بالکل واضح تھا کہ اصل میں اس کی سچائی کا اثر ہے، بات کرنے کا طریقہ بالکل سادہ مگر بالکل سچا اور وہ ایسی بات تھی جو میرے دل پہ اثر کر رہی تھی، کیسے ممکن تھا کہ یہ بات دوسرے لوگوں پہ اثر انداز نہ ہو۔

پس یاد رکھیں اگر آپ نے کامیاب داعی الی اللہ بننا ہے تب بھی آپ کو سچ کی طرف آنا پڑے گا۔ اور سچائی کی راہ میں بہت روکیں حائل ہیں۔ جو قوم اپنے گھروں میں بچپن سے جھوٹ بول کر پل کر جوان ہوئی ہو جس کے ہاں جھوٹ بولنے کی عادت اعزاز سمجھی جاتی ہو جتنا بڑا جھوٹا ہو اتنا ہی مجلسوں میں وہ ہیرو بنتا ہے۔ ایسے ہی بیمار کا اس بیماری سے نجات پانا ایسے ہی ہے جیسے کسی گہرے کینسر کے مریض کا کینسر کی بیماری سے شفا پا جانا ہے اور جھوٹ واقعۃً ایک کینسر بن جایا کرتا ہے۔ رگ و ریشہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ ایک طرف سے اُکھیڑیں تو دوسری طرف کسی اور جگہ اپنی جڑیں گاڑ دیتا ہے۔ پس یاد رکھیں جھوٹ کی بڑی نگرانی اور بیدار مغزی کے ساتھ **جھوٹ کو اپنے معاشرہ سے پاک کرنا** آپ پر لازم ہے۔ اور اگر آپ یہ مہم شروع کریں گے تب آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ کتنا مشکل کام ہے۔ کہنے میں آسان مگر کرنے میں بے انتہا مشکل ہے۔ کیونکہ آپ صبح اُٹھ کر جب اپنا پروگرام شروع کرتے ہیں تو ہر قدم پر آپ کے سامنے سچ اور جھوٹ کی دو راہیں کھُلتی چلی جاتی ہیں اور بسا اوقات آپ سچ کی عبادت کی بجائے جھوٹ کی عبادت پر اپنے آپ کو آمادہ پاتے ہیں اور جب عادت بن جائے تو پتہ بھی نہیں چلتا کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ بعض دفعہ جھوٹ بولنے والے سے آپ کہیں کہ تم جھوٹ بولتے ہو تو وہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہے گا کہ مَیں جھوٹ نہیں بولتا۔ اور اُس کی قسموں میں اتنا جوش ہوتا ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ ایک ایسا شخص جس کو مَیں جانتا تھا۔ کہ، سخت جھوٹا ہے۔ اس نے نظام جماعت کے سامنے قضا میں جھوٹی گواہی دی اور اس پر اسے بڑا جوش آیا کہ میرے خلاف فیصلہ ہو گیا ہے۔ اُس نے مجھے خط لکھا کہ آپ تو مجھے جانتے ہیں کہ مَیں کتنا سچا ہوں اس لئے آپ کی عدالت میں میری اپیل ہے کہ قضا نے جو مجھے جھوٹا قرار دیا ہے اس کو صاف کریں اور مَیں جانتا تھا کہ وہ آدمی جھوٹا ہے لیکن اتنے یقین کے ساتھ اُس نے مجھے لکھا کہ مَیں حیران رہ گیا۔ اس کی عادت میں اتنا جھوٹ تھا کہ ہر بات میں جھوٹ تھا اور یہی وہ جھوٹ ہے کہ جب عادت بن جائے تو انسان کو چاروں طرف سے لپیٹ لیا کرتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا

شخص خدا کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔ اپنے بچوں میں دیکھیں اپنے عزیزوں میں دیکھیں۔ اپنی بیویوں میں دیکھیں۔ بیویاں اپنے خاوندوں میں دیکھیں۔ آپ روزمرہ کتنی بے تکلفی سے جھوٹ بولتے ہیں اور اگر یہ عادت اسی طرح جاری رہی تو آپ کے دین کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ اور خدا کے ساتھ آپ کا تعلق قائم ہو ہی نہیں سکتا۔ یاد رکھیں **اللہ سے سچا تعلق**۔ صادق کا قائم ہوا کرتا ہے کاذب کا قائم نہیں ہوا کرتا۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی کاذب اپنا نام صادق رکھ لے۔ کوئی کاذبہ اپنا نام صادقہ رکھ لے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ خدا کے علم میں سب کچھ ہے اور خدا کا تعلق سچے سے ہوتا ہے جھوٹے سے نہیں ہوتا۔ اگر دنیا کی زندگی میں بھی آپ کا یہی تجربہ ہے کہ سچوں سے آپ کا تعلق بڑھتا ہے۔ خواہ آپ جھوٹے بھی ہوں تو خدا جو سچ کا سرچشمہ ہے وہ کیسے جھوٹوں سے تعلق قائم کرے گا۔

اللہ تعالیٰ سب گناہوں سے بڑھ کر ظلم اور جھوٹ سے نفرت کرتا ہے اور ظلم اور جھوٹ یعنی شرک اور جھوٹ دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس اپنے حالات پر غور کریں، جائزہ لیں۔ مَیں نے یہ جو کہا کہ آپ اگر جھوٹے بھی ہوں تو سچے کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں یہ بالکل درست بات ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ پاکستان کی عدالتوں میں ایک ایسا جج بھی تھا کہ اس کے سامنے جب ایک احمدی نے وقار کے ساتھ سچائی بیان کی تو اس سے متاثر ہوا اور اس نے صاف لکھ دیا کہ یہ شخص جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔ مَیں اس کی قدر کرتا ہوں اور اس کے حق میں فیصلہ کیا۔ پس انسان کی فطرت میں گہرا تعلق دراصل سچائی ہی سے ہے۔ کیونکہ انسان سچائی کی طرف سے آیا ہے۔ اللہ کی تخلیق ہے اور اللہ کی صفات کی چھاپ اس کی ہر تخلیق پہ ہوتی ہے۔ پس آپ نے اگر جھوٹ کا سفر اختیار کیا ہے۔ جھوٹ کو اپنی زندگی کی عادت بنایا ہے تو **فطرت کے خلاف قدم** اٹھایا ہے۔ ایک بچہ عام حالات میں کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ جب بھی جھوٹ بولنا شروع کرے گا کسی سزا کے ڈر سے شروع کرے گا۔ جب بھی جھوٹ بولنا شروع کرے گا کسی لالچ سے متاثر ہو کر کرے گا۔ مگر عام طور پر جس گھر میں جھوٹ نہ بولا جائے وہاں بچے لالچ کے باوجود بھی جھوٹ نہیں بولتے اور خوف کے باوجود بھی جھوٹ نہیں بولتے اور سچے گھروں کا یہ طرۂ امتیاز ہوتا ہے کہ ان کے بچے بالکل صاف اور سچی بات کرنے والے ہوتے ہیں۔ پس اس منزل سے اپنی سچائی کی حفاظت شروع کریں۔ اپنے بچوں پر نگاہ ڈالیں ان کی عادتیں دیکھیں۔ اپنے میاں بیوی کے تعلقات پر نظر ڈالیں۔ اپنے بہن بھائیوں کے تعلقات پر نظر ڈالیں۔ بیوی کے تعلق جو اس کی بہو سے ہیں یا بیوی کا تعلق جو اپنے داماد سے ہے۔ اور اسی طرح داماد اور بہوؤں کا تعلق اپنی ساسوں سے۔ یہ سارے زندگی کے ایسے رشتے ہیں جن کو جھوٹ کی ملونی گدلا کر سکتی ہے۔ اور زہریلا کر دیتی ہے۔ تمام انسانی فساد

کی جڑ جھوٹ ہے۔ ہر جگہ ظلم اور ستم جھوٹ کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر ایک انسان خواہ کیسا ہی مجرم کیوں نہ ہو یہ قطعی فیصلہ کر لے کہ جو کچھ بھی ہوگا میں نے جھوٹ بہر حال نہیں بولنا تو اسی دن اس کے جرائم کی جان نکلنی شروع ہو جائے گی۔ اُن میں کوئی زندگی باقی نہیں رہے گی۔

پس اپنا غور سے جائزہ لیں۔ اپنا گہری نظر سے مطالعہ کریں۔ نفس کا اندرونی سفر اپنے جھوٹ کی تلاش میں شروع کریں تو پہلے دن ہی آپ کو بہت سے جھوٹ دکھائی دیں گے اور عجیب بات ہے کہ جب آپ اُن کو صاف کر لیں گے جو ایک مشکل کام ہے۔ تو اس کی تہ میں پھر آپ کو اور بھی جھوٹ دکھائی دیں گے۔ جب آپ اُن کو صاف کر لیں گے تو اس کی تہ میں پھر کچھ اور بھی جھوٹ دکھائی دیں گے۔ اور یہ سفر بہت لمبا اور صبر آزما ہے۔ سچے لوگ بھی جن کو آپ بہت اعلیٰ درجہ کا سچا سمجھتے ہیں جھوٹ کے خلاف نگرانی کرتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ کسی نہ کسی پہلو سے چھپا ہوا دشمن کسی تہ میں ضرور موجود ہوگا۔ پس نیتوں کے بننے کی آماجگاہ دل کی گہرائیاں ہیں یا روح کی گہرائیاں ہیں۔ اُن تک جھوٹ کی رسائی ہو جاتی ہے۔ اور جب وہاں جھوٹ پہنچ جائے تو اسی بیماری کا نام دراصل کینسر ہے جو تہ بہ تہ درجہ بہ درجہ نیچے اُترتا چلا جاتا ہے۔ پس اپنے سب پہلوؤں اور سب گوشوں کو صاف کریں اور اس کے لئے آپ کو بیدار مغزی کے ساتھ۔ ہوشیاری کے ساتھ بہت باریک نظر سے جائزہ لینا ہوگا۔ روزمرہ کے کاموں میں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو میں باتیں کہہ رہا ہوں جب تک آپ تجربہ نہیں کریں گے آپ کو تصوّر بھی نہیں ہو سکتا کہ میں آپ سے کیا کہہ رہا ہوں۔ خدام الاحمدیہ کے کاموں میں آپ مصروف ہیں۔ وہاں بھی کئی بار جھوٹ بول جاتے ہیں۔ کوئی پوچھتا ہے کیوں جی لیٹ کیوں ہو گئے تو بے اختیار دل سے ایک عذر نکل آتا ہے۔ اور اگر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو پتہ چلے گا کہ وہ عذر پورا سچا نہیں تھا۔ اس میں کوئی نہ کوئی پہلو جھوٹ کا موجود تھا۔ پھر سوال کیا جائے آپ **سُنی سُنائی بات** آگے پہنچا دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ کی جو تعریف فرمائی ہے اس میں اسے بھی جھوٹ قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک انسان کے لئے یہ جھوٹ کافی ہے۔ جیسا کہ فرمایا **کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ** کہ انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جو سنے وہ آگے چلا دے۔ اب یہ بات جو ہے کہ جو سنے اس کو آگے چلا دے اس کو جھوٹ کہنا، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام اور مرتبہ تھا۔ کیونکہ آپؐ کو شافی مطلق نے اپنی نمائندگی میں تمام بنی نوع انسان کی ہر بیماری کی شفا کے لئے بھیجا تھا۔ پس دیکھیں کیسی گہری نظر ہے آپؐ کی۔ جو کوئی بات سنتا ہے۔ اسے آگے چلا دیتا ہے۔ فرمایا یہ جھوٹ ہے اور یہ جھوٹ اس کی بربادی کے لئے کافی ہے۔ جب تک

کسی بات کے متعلق آپ کو یقین نہ ہو آپ تحقیق نہ کریں اُس کو آگے چلانا گناہ ہے۔ اور بعض دفعہ یہ جھوٹ بہت بڑی بڑی معاشرتی خرابیوں پر منتج ہو جایا کرتا ہے۔ ایک بہن نے اپنی بہن کے متعلق کوئی بات سُنی۔ اگر اس کے دل میں اس کی محبت نہیں ہوگی تو وہ اس بات کو کچا جانتے ہوئے بھی آگے بیان کرے گی۔ ایک بھائی جب اپنے بھائی کے خلاف کوئی بات سنتا ہے اگر اس کا اس سے کوئی تعلق نہ ہو بلکہ معمولی سی پُرخاش ہو اور نفرت ہو تو وہ بہت جلد اس کے خلاف بات کو آگے لوگوں میں پھیلائے گا۔ اور اکثر معاشرتی خرابیاں اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن جہاں اپنے دوست کے متعلق اپنے عزیز کے متعلق انسان کوئی بات سنتا ہے تو اسے آگے نہیں چلاتا اور آگے نہیں پھیلاتا۔ بلکہ اس پر مُٹھی کس کر بیٹھ رہتا ہے کہ آگے بات نکلے نہیں۔ اب یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دونوں باتیں سچی بھی ہو سکتی ہیں اور جھوٹی بھی ہو سکتی ہیں۔ مگر اگر آپ نے اپنی نفرت کی وجہ سے کسی کے خلاف بات کو اُچھال دیا تو یہ بھی ایک جھوٹ ہے اور اگر محبت کی وجہ سے اس بات کی تحقیق ہی نہ کی اور اس سے آنکھیں بند کر کے بیٹھ رہے تو یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فطرت پر بہت گہری اور باریک نظر رکھتے تھے۔ ہر پہلو سے ہمارے گناہوں کو کھنگال کر ہمارے سامنے لا کھڑا کیا ہے اور ہر خطرہ سے ہمیں متنبہ فرما دیا ہے۔ اب یہ عادت اگر آپ اپنے معاشرہ سے دُور کر دیں تو منافقوں کو منافقت پھیلانے کا کوئی موقع ہی باقی نہیں رہے گا۔ تو میں منافقتوں سے جتنی ہلاک ہوا کرتی ہیں اُن کی ہلاکت کا راز اس بات میں ہے کہ جو بات سُنی آگے چلا دی اور اس سے رفتہ رفتہ قوموں کے کردار تباہ ہو جاتے ہیں۔ ان کی ہمتوں کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے معاشرہ میں تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ فحشاء بھی اسی لئے جھوٹ کی ایک بدترین قسم ہے۔ جب آپ بُری بات کسی جگہ سنتے ہیں اور سُنتے ہی اسے آگے بڑھا دیتے ہیں تو اس سے صرف یہی نہیں کہ آپ جھُوٹ کے مرتکب ہوتے ہیں بلکہ وہ معاشرہ جس میں ایسی باتیں عام ہونے لگیں وہاں وہ بدیاں پھر جڑیں پکڑنے لگتی ہیں اور انسان فطرتاً یہ سوچتا ہے کہ اگر یہ باتیں چل رہی ہیں فلاں بھی ایسا کر رہا ہے یا فلاں بھی ایسا کر رہی ہے۔ تو ہم بھی کر لیں تو کیا فرق پڑتا ہے اور جھوٹ کی جرأت بدکرداری کی جرأت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ایک گناہ دوسرے گناہ پر منتج ہو جاتا ہے۔ پس آپ اگر اپنے معاشرہ کی خرابیوں پر نظر رکھیں تو بلا مبالغہ آپ یقین کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اکثر بیماریاں، اکثر گناہ جھوٹ کی سرزمین پر پرورش پاتے ہیں اور جھوٹ کے پانی ہی سے سیراب ہوتے ہیں۔ پس جھوٹ کا قلع قمع کریں۔ اپنی زندگیوں کو سچا بنائیں اور اگر آپ اپنی زندگیوں کو سچا بنا لیں تو دنیا میں جنت

حاصل کر لیں گے ۔ سچ میں تسکین دینے کی جو طاقت ہے وہ دنیا کی کسی اور چیز میں نہیں ۔ سچائی طمانیت بخشتی ہے ۔ سچائی سادگی پیدا کرتی ہے ۔ سچائی قناعت پیدا کرتی ہے ۔ اگر سچائی نہ ہو تو دکھاوے کی زندگی آپ کو طرح طرح کے قرضے میں مبتلا کر دیتی ہے ۔ طرح طرح کے ایسے مصنوعی طریق اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہے جس کی آپ کو استطاعت نہیں ہے ۔ اور آپ سمجھتے ہیں کہ یہ جھوٹ نہیں ہے ۔ حالانکہ یہ جھوٹ ہے ۔ سچ صرف یہ ہے کہ خدا نے جو آپ کو دیا ہے وہی آپ کا ہو اور جو آپ کے پاس نہیں ہے ۔ دنیا دیکھ لے کہ آپ کے پاس نہیں ہے ۔ چونکہ آپ دنیا کی نظر سے ڈرتے ہیں اور دنیا کو آپ خدا بنا لیتے ہیں ۔ اس لئے دینے والا آپ کو کچھ اور دیتا ہے اور جس کو آپ نے دکھانا ہے اس کا اور تقاضا ہے تو آپ پھر قرض لے کر بھی اپنی زندگی کا معیار مصنوعی طور پر بڑھا لیتے ہیں ۔ مانگ کر بھی اپنی عزت پر داغ ڈال لیتے ہیں ۔ قرض لے کر اس نیّت سے لینا کہ واپس نہیں کروں گا یہ بھی ایک بہت گندی قسم کا جھوٹ ہے ۔

پس اگر آپ کسی بھی بیماری کا تجزیہ کریں جو روزمرہ ہمارے معاشرہ میں پائی جاتی ہے تو پہلے اگر آپ کا دھیان اس طرف نہیں بھی گیا تھا ۔ یہ جھوٹ تھا جس میں آپ زندگی بسر کر رہے تھے تو اب میرے بتانے پر ، نشاندہی پر جب آپ دوبارہ غور کریں گے تب اس کو آپ جھوٹ ہی بتائیں گے ۔ ایک سادہ آدمی جو جھوٹا نہ ہو وہ فارغ ضرور ہوا کرتا ہے ۔ ایک آدمی کے گھر میں کچھ بھی نہیں ۔ اگر کوئی مہمان آتا ہے ۔ تو یہ بالکل جھوٹا خیال ہے کہ اگر آپ اُس کی کچھ خاطر نہ کر سکیں تو آپ اس کی نظروں میں ذلیل ہو جائیں گے ۔ اگر ایک سچا آدمی اپنی غربت کی وجہ سے کسی مہمان کی عزّت نہیں کر سکتا تو مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مہمان اس کی عزت دل میں لے کر واپس جایا کرتا ہے ۔ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ اسے ذلیل سمجھے ۔ یہ بات انسانی فطرت کے خلاف ہے ۔ اس کی سادگی اس کی سچائی ۔ ایک چادر ہے تو وہی بچھا دی کہ آؤ یہیں بیٹھ جائیں ، ٹھنڈا پانی نلکے سے نکال کے پلا دیا ۔ ان باتوں میں بہت زیادہ طاقت ہے ۔ اس کے مقابل پر کہ آپ کسی گھر دوڑے جائیں اور وہاں سے لسّی یا چائے مانگ کر لائیں اور مانگے ہوئے برتنوں میں اپنے مہمانوں کی خدمت کر رہے ہوں ۔ گھر میں افراتفری آئی ہو ۔ آپ کو وہم ہے کہ مہمان پہچانتا نہیں ہے ۔ وہ خوب جانتا ہے خوب پہچانتا ہے ۔ یہ سادگی ہے جو دراصل سچائی سے پیدا ہوتی ہے ۔ اور **سچائی سادگی کو طاقت بخشتی ہے** ۔ اور سادگی سچائی کو طاقت بخشتی ہے ۔ جو کچھ ہے جو کچھ خدا نے آپ کو دیا ہے کچھ بنے رہیں اُس سے زیادہ بننے کی کوشش نہ کریں ۔ ایسے موقعوں پر کتنی مصیبتیں حل ہو جاتی ہیں ۔ کتنے جھنجھٹوں سے آپ کو چھٹکارا مل جاتا ہے ۔ کئی لوگ لکھتے ہیں کہ ہماری اتنی بچیاں ہیں ۔

اتنے بچے ہیں اُن کی شادیاں کرنی ہیں کچھ بھی پاس نہیں ہے۔ دعا کریں۔ مَیں اُن کے لئے دعا کرتا ہوں اور صرف یہی دعا نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ اُن کی ضرورتیں پوری فرمائے بلکہ یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کو قناعت بخشے اور جیسا سادہ زندگی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن ضروریات زندگی کو پورا کیا کرتے تھے۔ اُسی سادہ زندگی کی ان کو بھی توفیق ملے لیکن ان کی راہ میں ایک مشکل پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے زمانہ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیک نمونے کے نتیجہ میں اکثر معاشرہ اصلاح پذیر تھا۔ اور وہاں تکلّفات تھے ہی نہیں۔ وہی حال حضرت مسیح موعود ...... کے زمانہ میں بھی معاشرہ میں بھی پیدا ہوا اور اس کے نتیجہ میں یہ فرائض آسان ہو گئے۔ کوئی تکلّف بھی انسان کی روزمرہ کی ضرورتوں کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ میں سے اکثر کو شاید علم نہ ہو کہ حضرت اماں جان ...... نے حضرت مسیح موعود... کے وصال کے بعد جب اپنی بیٹی امۃ الحفیظ کو جو سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں رخصت کیا تو پتہ ہے کیسے رخصت کیا۔ بیٹی کو صاف ستھرے کپڑے پہنائے اور بچہ لیا اور نواب محمد علی خاں صاحب کے گھر جن کے بیٹے نواب عبداللہ خاں صاحب کے ساتھ شادی ہو رہی تھی۔ اُن کے گھر بیٹی کو پہنچا دیا کہ لوجی اپنی امانت سنبھالو مَیں چلتی ہوں۔ یہ شادی تھی۔ تو اگر حضرت مسیح موعود ...... کی بیٹی کی یہ شادی حضرت مسیح موعود...... کی عزت اور آپ کے خاندان کے وقار کے منافی نہیں تھی بلکہ اس کے عزت اور وقار کو چار چاند لگانے والی تھی تو پھر مسئلہ کیا ہے؟ پھر کیا مشکل درپیش ہے؟ اگر یہی سادہ معاشرہ جو سچائی کا معاشرہ ہے جو کچھ ہے اسی طرح کرنا ہے۔ جو کچھ نہیں ہے اس کے متعلق تصور بھی نہیں کرنا۔ یہ سچا معاشرہ ہے۔ جو دنیا میں جنت پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے بغیر زندگی کا ہر مرحلہ کٹھن ہو جاتا ہے۔ ہر انسانی تعلق عذاب بن جاتا ہے۔ مگر مشکل جیسا کہ مَیں نے بیان کی ہے یہ ہے کہ بعض غرباء ایسے ہیں کہ خود سادہ ہونا چاہیں بھی تو دوسرے فریق ان کو سادہ رہنے نہیں دیتے۔ مطالبے شروع ہو جاتے ہیں اور تقاضے شروع ہو جاتے ہیں۔ مطالبے بعض دفعہ ظاہری طور پہ ہوتے ہیں بعض دفعہ اشاروں سے اور بعض دفعہ بعد کے ردّعمل سے نظر آتے ہیں مثلاً ایک غریب آدمی نے غریبانہ طور پہ اپنی بیٹی رخصت کی تو ساری عمر اُس پر لعن طعن کی جاتی ہے۔ اس کو طعنے دیئے جاتے ہیں۔ اُس سے نوکرانیوں کی طرح کام لئے جاتے ہیں کہ تم گھر سے لائی کیا ہو۔ ہمارے معاشرہ کی یہ وہ لعنت ہے جو جھوٹ کی پرورش کرنے والی اور سچائی کی مخالف ہے۔ حالانکہ جب رشتے کئے جاتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ دین کو اہمیت دو۔ دوسری کوئی بات نہ دیکھو اور دین سے مراد محض کسی کا نمازیں پڑھنا نہیں بلکہ اس کا رہن سہن، اس کی طرز زندگی کی شرافت ہے۔ ایک انسان دیندار ہو اور اچھے اخلاق کا مالک ہو۔ اس کا رہن سہن اچھا ہو۔ اگر اس بناء پہ آپ کی بیٹی آمادہ

ہو اور آپ اسکے ساتھ شادی کر دیں تو یقیناً یہ شادی دنیا میں بھی اُس بچی کے لئے جنت کا موجب بن سکتی ہے۔ اگر آپ خاندانی پس منظر دیکھیں۔ دنیا کی دولت دیکھیں۔ علم دیکھیں اور آدمی اپنی ذات میں بد خُلق ہو۔ بدتمیز ہو تو ایسی بچی کی زندگی آغاز ہی سے جہنم بن جائے گی اور کبھی اسے زندگی میں سکون کا سانس نصیب نہیں ہوگا۔

پس جتنی بھی تفصیل کے ساتھ آپ معاشرہ پر اور روزمرہ کی زندگی کے تعلقات پر نظر ڈالیں آپ کو یہ یقین پہلے سے بڑھ کر آپ کے دلوں میں جاگزین ہوتا چلا جائے گا، جگر بناتا چلا جائے گا۔ کہ ہر مشکل کا حل سچائی ہے۔ زندگی کا ہر سکون اور طمانیت سچائی سے ملتی ہے۔ جھوٹ ایک لعنت ہے۔ جس نے ہمارے معاشرہ کو ہر پہلو سے برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ ایسی قومیں ہیں جن کو خدا نے بہت کچھ دیا لیکن محض جھوٹ کی وجہ سے ان کا سب کچھ برباد ہوگیا۔ آج اس وقت یوگنڈا میں مثلاً خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہو رہا ہے۔ اور انہوں نے بھی مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں اپنے خطاب میں اُن سے بھی کچھ کہوں اور یہ جو میں نے مثال دی ہے اس میں سب سے پہلے یوگنڈا میرے ذہن میں آیا تھا۔ بہت ہی خوش نصیب ملک ہے جہاں تک اللہ کی عطا کا تعلق ہے۔ وہاں کے موسم۔ وہاں کی زمین کی شادابی۔ وہاں کے پھول پھل کے اندر خدا تعالیٰ نے جو غیر معمولی صلاحیتیں رکھی ہیں اس کی وجہ سے اور پھر وہ بہت بڑی جھیل لیک وکٹوریہ جس میں بے شمار ایسی مچھلی پائی جاتی ہے جسے دنیا بہت زیادہ قیمت دے کر بھی خریدنا پسند کرتی ہے۔ تمام نعمتیں اور ہر قسم کی معدنیات اور وہ تمام قدرتی وسائل جو کسی قوم کو خوشحال بنا سکتے ہیں وہ یوگنڈا کو میسر ہیں۔ لیکن انتہائی ناگفتہ بہ حالت ہے۔ کیونکہ ان کی زندگی میں اتنا جھوٹ آگیا ہے کہ اس جھوٹ نے ان کی ہر چیز برباد کر دی ہے۔ جھوٹ کے نتیجہ میں چوری پیدا ہوئی ہے۔ چوری کی عادت نے تمام تجارتوں کا حلیہ بگاڑ کے رکھ دیا ہے۔ کوئی تجارت پنپ ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ ہر شخص جب اس کو موقع ملے گا جھوٹ بولے گا اور چوری کرے گا۔ اور علاوہ ازیں ایڈز کی بیماری جتنی یوگنڈا میں ہے اتنی دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہے۔ بعض حصے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے بیج سے خالی ہو جائیں گے۔ اس تیزی کے ساتھ ایڈز انسانوں کو وہاں خاص حصوں میں ہلاک کر دیتی ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ جہاں جھوٹ ہو وہاں چوری ہوگی اور جہاں جھوٹ اور چوری ہوں وہاں انسانی تعلقات مکمل طور پر جھوٹے ہو جاتے ہیں۔ نہ بیوی خاوند سے وفادار رہتی ہے نہ خاوند بیوی سے وفادار رہتا ہے۔ نہ بھائی بہن سے اور نہ بہن بھائی سے۔ تمام انسانی رشتے گندے ہو جاتے ہیں اور اس وقت پھر یہ بیماریاں اپنا ٹول لیتی ہیں یعنی اپنا خراج وصول کرتی ہیں۔

پس جھوٹ کی بیماری بہت ہی گہری بیماری ہے۔ بہت ہی وسیع اثر رکھنے والی بیماری ہے۔

قوموں کو خدا تعالیٰ نے جو کچھ بھی نعمتیں عطا کی ہیں۔ اس کے باوجود اکیلا جھوٹ کافی ہے کہ ان تمام خدا داد نعمتوں سے اس قوم کو محروم کر دے۔ صرف یہی نہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری نعمتیں عطا فرمائی ہیں، یوگنڈا ایک ایسا ملک ہے جس میں عام طور پہ اس کے باشندے زیادہ ذہین اور روشن دماغ ہیں۔ وہاں ایک زمانہ میں تعلیم کا معیار اتنا اونچا تھا کہ تمام افریقہ میں یوگنڈا کے تعلیمی معیار کو سب سے اونچا قرار دیا جاتا تھا۔ اور اسے سارے افریقہ کے لئے ایک نمونہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کے باوجود آج ان کا حال یہ ہے کہ وہی حسنِ عقل، عقل کی ایک بدزیبی بن چکا ہے۔ کیونکہ اس عقل کی تیزی کو وہ اپنی بدیوں کے لئے استعمال کرنے لگے ہیں۔ جھوٹ کے لئے استعمال کرنے لگے ہیں۔ ایسی ہوشیاری سے جھوٹ گھڑتے ہیں، کہ بسا اوقات اُن کے جھوٹ کو پکڑنا مشکل ہو جاتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے چوری عام روزمرہ کی زندگی کا حصہ ہے۔ لیکن یوگنڈا کے متعلق جب مَیں یہ کہہ رہا ہوں تو اس لئے نہیں کہ وہ ایک اور قوم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یوگنڈا کی کوئی بھی ایسی بیماری نہیں جو اب پاکستان میں یوگنڈا سے کم ہو۔ وہاں بھی جھوٹ سے آغاز ہوا ہے۔ اور ہر چیز جھوٹی ہو گئی ہے۔ **جھوٹ کی عبادت** واقعۃً بعض اوقات انسان کو جھوٹے خداؤں کے سامنے جسمانی طور پر بھی سجدہ ریز ہونے پر مجبور کر دیا کرتی ہے۔ کیونکہ جھوٹ کے بعد پھر کسی چیز کا اعتماد نہیں رہتا۔ خدا سے تعلق ہے کوئی نہیں۔ انسانوں سے لینا ہے جو کچھ لینا ہے۔ اگر زندہ انسانوں سے نہیں ملتا تو مُردہ انسانوں سے مانگیں گے۔ چنانچہ کسی کہنے والے نے یہ کہا کہ آج اسلام آباد مشرکوں کی آماجگاہ بن گیا ہے۔ پاکستان کا کیپیٹل اسلام آباد ایک ایسی جگہ ہے جہاں سب سے زیادہ بُت پرست رہتے ہیں کیونکہ جھوٹ کی عبادت کرنے والے جھوٹ سے مانگنے والے قبروں کے سامنے سجدے کرنے والے ان کو چادریں پہنانے والے مُردوں سے مانگنے والے۔ تمام وہ لوگ جو جھوٹے پیروں فقیروں کے آگے جا کر اپنے ماتھے رگڑتے ہیں کہ ہمیں کچھ دلوا دو۔ یہ سب بُت پرست ہیں۔ اور اس خوفناک سفر کا آغاز جھوٹ سے ہوا ہے۔

پس آپ جتنی بھی جھوٹ کی بُرائی سوچ سکتے ہیں اس سے زیادہ جھوٹ میں موجود ہے۔ یہ غلط ہے کہ آپ جھوٹ کی بُرائی کو سوچیں اور اس میں نہ ہو۔ مَیں یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا تصور پیچھے رہ جائے گا اور جھوٹ کی بہت سی بیماریاں ہیں جو آپ کے تصور کی حد سے آگے جا چکی ہوں گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس جھوٹ کی تلاش اپنی ذات میں مشکل ہے۔ اپنی ذات کے حوالے سے جب آپ جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں تو آج جس حد تک آپ جھوٹ کو پہچانتے ہیں کل اُس سے زیادہ پہچاننے کی استطاعت پیدا ہو گی اور پھر رفتہ رفتہ آپ کے دل میں ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہونی شروع ہو جائے گی۔ اگر آپ

یہ سفر اختیار کریں گے تو آپ پھر یہ سوچنے لگیں گے کہ ہمارا کوئی عمل ہے بھی کہ خدا کے حضور پیش کر سکیں یا نہ کر سکیں ہر نیکی کے پیچھے بھی ایک جھوٹ تھا ایک دکھاوا تھا۔ ایک دنیا داری تھی۔ ایک ذاتی طلب تھی۔ ایک ضرورت تھی۔ جس کے ساتھ نیکی کو ملا دیا گیا۔ آواز اچھی ہے تو تلاوت اس غرض سے کی جارہی ہے کہ داد ملے۔ کوئی پڑھنا اچھا آتا ہے تو اس غرض سے پڑھا جارہا ہے کہ اس کی داد ملے۔ ہر چیز میں انسان سے داد طلب کی جاتی ہے اور یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔ کیونکہ ایک ہی ہے جو داد دیتا ہے تو سچی داد دیتا ہے اور وہ اللہ ہے۔ اور ایک ہی ہے جس کی داد کی قیمت ہے۔ اس کے سوا سب جھوٹ ہے۔ تو اتنا بڑا گھیرا ڈال رکھا ہے۔ جھوٹ نے ہماری زندگی اور معاشرہ کا کہ اس سے بچنا اور بچ نکلنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ پس میں آپ کو بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں۔ یہ نہ سمجھیں کہ میں ایک بات کو دہرا رہا ہوں حالانکہ آپ سمجھ چکے ہیں۔ مجھے ڈر یہ ہے کہ جتنی دفعہ بھی دہراؤں ابھی بھی آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کو سمجھ نہیں آئی اور جن کو کم سمجھ آئی ہے وہ زیادہ جھوٹے ہیں۔ کیونکہ ان کو اپنے جھوٹ کی پہچان ہی نہیں ہے۔ اُن کو پتہ ہی نہیں کہ وہ روزمرّہ کے معاشرہ میں کس حد تک جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ اور ان کی عادات میں جھوٹ داخل ہے۔ اُن کی نیتوں میں جھوٹ داخل ہے۔

پس جماعت احمدیہ جرمنی کو خصوصیت کے ساتھ اور مجلس خدام الاحمدیہ کو اس سے بھی بڑھ کر اپنی اہم ترین ذمہ داری یہ بنا لینی چاہیئے کہ وہ جھوٹ کے خلاف ایک جہاد شروع کریں گے۔ خدام الاحمدیہ اس لئے کہ **اطفال، خدام الاحمدیہ کے سپرد ہیں**۔ اور اطفال کی منزل پر ہی دراصل جھوٹ کی بیخ کنی کی جاسکتی ہے۔ اگر اطفال کی منزل پہ آپ جھوٹ کی بیخ کنی نہیں کر سکیں گے تو بڑے ہو کر یہ ایک بہت مشکل کام بن جاتا ہے۔ اب یہ بات سُننے کے بعد جب آپ گھروں میں جائیں گے اور روزمرہ اپنے دوستوں کی مجالس میں بیٹھیں گے تو کوشش تو کر کے دیکھیں یا آپ پتہ کریں کہ کس حد تک آپ میں یہ بیماری پائی جاتی ہے یا آپ کے دوستوں میں یہ بیماری پائی جاتی ہے۔ آپ کے عزیزوں میں یہ بیماری پائی جاتی ہے تب آپ کو پتہ چلے گا کہ صورتِ حال کتنی بھیانک ہے۔ باوجود اس کے کہ خدا کے فضل سے سے جماعت احمدیہ دوسری تمام...... جماعتوں میں سب سے زیادہ سچ بولنے والی ہے اور سب سے کم جھوٹ کا سہارا لینے والی ہے لیکن یہ بیرونی نظر کا مطالعہ ہے۔ میں عمومی نظر سے دیکھتا ہوں۔ جس نے گھر کی صفائی کرنی ہو وہ اس بات پر مطمئن نہیں ہوا کرتا کہ اس کے گند چھپے ہوئے ہیں۔ باہر سے آنے والا مطمئن ہو سکتا ہے۔ اگر گھر میں پردوں کے پیچھے اور دروازوں کی اوٹ میں کونے کھدرے میں دریوں کے نیچے گند پڑے ہوئے ہوں تو باہر والا آدمی آ کر شاید محسوس نہ کرے اور وہ خوش ہو کر وہاں سے

چلا جائے کہ گھر صاف ہے۔ مگر گھر کا مالک یہ نہیں کر سکتا۔ اگر اس میں کوئی شرافت اور کوئی حیا ہے تو جب تک اس کے گھر میں گند ہے ناممکن ہے کہ وہ اس سے آنکھیں بند کرے۔

پس میں جو اتنے اصرار کے ساتھ بات کر رہا ہوں نعوذ باللہ یہ مراد نہیں کہ میں خواہ مخواہ بے وجہ جماعت کی بدنامی کرا رہا ہوں۔ میں جماعت کی نیک نامی چاہتا ہوں۔ اور بڑے گہرے درد کے ساتھ یہ باتیں محسوس کرکے آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ جھوٹ سے پاک نہیں ہوئے۔ آپ کے گھروں کے کونے کھدروں میں آپ کے دلوں کے کواڑوں کی اوٹ میں ابھی جھوٹ کے گند پڑے ہوئے ہیں۔ ان ڈھیروں کو اٹھا کر باہر نکالیں۔ خدا کے حضور گر کر گریہ وزاری سے، اپنے آنسوؤں سے اپنے باطن کی صفائی کریں، اپنے باطن کو ہر گندگی سے پاک کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر بہت فضل فرمائے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ جرمنی تو بطور خاص ان فضلوں کا مظہر بنی ہوئی ہے۔ جرمنی کی جماعت کی دو باتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے خصوصیت سے اس جماعت کے لئے میرے دل میں محبت بھی ہے اور دعائیں بھی نکلتی ہیں۔ ایک یہ کہ جب بھی میں نے کوئی نیک کام کہا اتنی سنجیدگی کے ساتھ، اتنی محنت اور کوشش کے ساتھ ساری جماعت جُت جاتی ہے کہ تناسب کے لحاظ سے مجھے اور کہیں یہ تناسب دکھائی نہیں دیتا۔ بہت سے ممالک میں بہت اچھے اچھے کام ہو رہے ہیں آپ کی طرح بہت سی اچھی ٹیمیں کام کر رہی ہیں مگر جس نسبت سے جماعت جرمنی کے افراد ان نیک کاموں میں باقاعدہ منظم طور پر حصہ لیتے ہیں اُس تناسب کے متعلق میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ تناسب آپ کو باقی سب جماعتوں سے زیادہ حاصل ہے۔ دوسرے یہ کہ دعوت الی اللہ کے معاملہ میں جس ہمت اور صبر اور استقلال کے ساتھ اور حکمت کے ساتھ اور باقاعدہ مضبوط اور مربوط ٹیمیں بنانے کے ساتھ آپ لوگوں نے محنت کی ہے ایسی محنت مجھے دنیا کی کسی اور جماعت میں دکھائی نہیں دیتی۔ ہاں افریقہ میں یہ ضرور ہو رہا ہے اور آپ کے مقابل پر زیادہ پھل بھی لگ رہے ہیں مگر اُن افریقن جماعتوں میں احمدی بحیثیت احمدی افراد کے ہرگز اس نسبت سے خدمتِ دین میں ملوث نہیں ہیں جس طرح آپ ہیں۔ وہاں نظام اور ہے۔ وہاں مربی چند ٹیمیں اپنے ساتھ بناتے ہیں اور چونکہ اس قوم میں ایک خاص قسم کی سعادت پائی جاتی ہے اس لئے بعض دفعہ ایک ایک وقت میں دس دس بیس بیس ہزار آدمی بھی جب اُن کے مقامی لیڈر

بات مانتے ہیں تو وہ بھی اُن کے ساتھ مان جاتے ہیں ۔ یہاں یہ صورتِ حال نہیں ہے ۔ مگر جہاں تک افرادِ جماعت کی نسبت کا تعلق ہے میں پورے یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تناسب کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت جرمنی کو دعوت الی اللہ میں جو حصہ لینا نصیب ہوا ہے دوسرے ممالک میں اگر ہے تو میرے علم میں نہیں ہے ۔ پس یہ دو آپ کی خاص باتیں ہیں جن کی وجہ سے مَیں آپ کی عزت کرتا ہوں ۔ آپ کے لئے **میرے دل میں محبت کے جذبات ہیں** آپ کے لئے مَیں دعائیں کرتا ہوں اور اسی جذبہ کے ساتھ مَیں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ آپ کے اندر جو جھوٹ موجود ہے اس کو ختم کریں ۔ اس لئے موجود ہے کہ آپ جن ملکوں سے آئے ہیں ۔ جن دیہاتی علاقوں سے آئے ہیں ۔ جس قسم کی سوسائٹی سے اُکھڑ کر یہاں پہنچے ہیں وہاں ہمارے ملک میں جھوٹ خصوصیت کے ساتھ جاگزیں ہو چکا ہے ۔ اُس معاشرہ میں اب جھوٹ بولنا بالکل بھی کسی پہلو سے بھی معیوب نہیں سمجھا جاتا ۔ اس لئے وہ عورتیں خصوصیت سے اور وہ نسبتاً بڑی عمر کے لوگ جن کی ساری زندگی اُس معاشرہ میں جھوٹ کو معمولی بات سمجھتے ہوئے گذری ہے اُن کے لئے اس بیماری کو اُکھیڑ پھینکنا بہت مشکل کام ہے اور چونکہ اُن کے لئے مشکل ہے اس لئے اُن کی اولاد کے لئے بھی مشکل ہے ۔ گھر میں جو کچھ بڑوں کو کرتے دیکھتے ہیں ویسے ہی بچے سیکھتے ہیں ۔ اُسی صورت پر وہ جوان ہوتے ہیں ۔ پس یہ ایک تیسرا جہاد ہے ۔ جس طرح آپ نے میری ہر بات کو مانا اور پورے اخلاص اور محبت اور محنت کے ساتھ لبیک کہا میری دعا ہے کہ اس پر بھی آپ اسی طرح لبیک کہیں ۔ نئے عزم اور ارادہ کے ساتھ آپ واپس لوٹیں کہ آپ **جھوٹ کے خلاف ایک عظیم جہاد** شروع کریں گے اور اس کی بیخ کنی کر دیں گے ۔ اس کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں گے ۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کوشش ہے مگر یہ کوشش کامیاب ہوگی ۔ کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو سب سچوں سے بڑھ کر سچے تھے آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص یہ کوشش کرتا ہے مَیں اس کو خوشخبری دیتا ہوں کہ ایک دن ضرور آئے گا کہ وہ خدا کے حضور صدیق لکھا جائے گا ۔

پس کیوں آپ بھی اس خوشخبری سے محروم رہیں ۔ دیانتداری سے کوشش کریں ۔ اخلاص کے ساتھ کوشش کریں ۔ ارادے باندھ لیں اور دن رات اپنے شعور کو بیدار رکھیں ۔ نگرانی کریں تو مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ صدیقین کے مقامات بھی آپ کو عطا ہوں گے ۔ اور آپ کے اندر ایک نئی طاقت پیدا ہو جائے گی ۔ آپ کے اندر ایک نیا وقار پیدا ہو جائے گا ۔

ابھی بھی میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ احمدیوں کے گرد و پیش جو جرمن اہلِ وطن ہیں اور وہ قریب سے احمدی کو دیکھتے ہیں ۔ ابھی وہ ان میں فرق محسوس کرتے ہیں اور نسبتاً ان سے باقی مشرقی مہاجرین کے مقابل پر زیادہ محبت کرتے ہیں ۔

یہ روزمرہ میرے تجربے میں یہ بات آتی رہتی ہے ۔ لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگر آپ اسلامی نمونے کے خدا کے سفیر بن جائیں گے تو اس طرح ان کے دلوں میں گھر کر جائیں گے کہ ان کے لئے ناممکن ہوگا کہ آپ کے محبت کے پیغام کو رد کر سکیں ۔ پس اللہ کرے کہ ہمیں اس کی توفیق نصیب ہو ۔ اب چونکہ دیر زیادہ ہو چکی ہے ۔ میں خود کچھ دیر سے اس لئے پہنچا ہوں کہ ہماری مجبوری تھی ۔ سارا رستہ ایسا رش ملا ہے کہ اس سے پہلے جو آنا جانا تھا ۔ اس میں میں نے کبھی نہیں دیکھا ۔ چنانچہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے یہ یقین دلایا کہ ۴۵ منٹ کا رستہ ہے ۔ اگر گھنٹہ پہلے بھی چل پڑیں تو آرام سے پہنچ جائیں گے اور وہ ۴۵ منٹ کی بجائے ڈیڑھ گھنٹے کا سفر بن گیا ۔ پس یہ اللہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے ۔ یہاں کسی عذر یا بہانے کی بات نہیں ۔ واقعۃً ایسا ہی ہوا ہے ۔ تو میں معذرت خواہ ہوں دیر سے شروع کرنے پر ۔ لیکن اب مجھے یہاں اس خطاب کو ختم کرنا ہے ۔ اس وجہ سے نہیں کہ میں وقت کی کمی کی وجہ سے افراتفری کرنا چاہتا ہوں ۔ میں نے گھڑی دیکھی ہے تو وقت عین مناسب ہے ۔ میں جو کہنا چاہتا تھا وہ میں نے کہہ دیا ہے ۔ قرآن اور حدیث کے حوالہ سے کہہ دیا ہے ۔ اپنی زندگی کے تجربے کے لحاظ سے کہہ دیا ہے ۔ اللہ آپ کو سننے والے کان عطا کرے ۔ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ عطا کرے کان جو سنتے ہیں ۔ حکمت کی اُن باتوں کو پھر خزانہ بنا کر اپنے پاس جمع کر لیتے ہیں ۔

آئیے اب اس کے بعد ہم اختتامی دعا میں شریک ہو جائیں ۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو ۔ اس اجتماع کے دوران ایک دوسرے سے محبت اور اخلاص کے معاملات کریں ۔ کسی قسم کی بدمزگی نہیں ہونی چاہیئے ۔ کسی قسم کی بدکلامی نہیں ہونی چاہیئے ۔ احتیاطیں کریں کہ کھیل کے میدانوں میں جہاں تک ممکن ہو احتیاط ہو اور کسی خادم کو چوٹ نہ آجائے ۔ اللہ کرے کہ نہایت پاکیزہ ماحول میں آپ ذکر الٰہی کرتے ہوئے اپنے دلوں کو ذکر الٰہی سے شاداب رکھتے ہوئے یہ وقت گزاریں ۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو ۔ خیریت سے آئے ہیں خیریت ہی سے واپس لوٹیں اور کسی قسم کی کوئی دکھ کی خبر ہمیں نہ ملے ۔

خطبہ ثانیہ سے پہلے حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ۔ ذہن میں اجتماع کا خطاب رفتہ رفتہ غالب آگیا اور مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ اصل میں یہ خطبہ جمعہ ہے ۔ تو مجھے ابھی خطبہ ثانیہ کہنا ہے ۔ اس

باقی صفحہ ۴۰ پر

عام آدمیوں کی سادہ باتیں اور اہلِ علم کی اصطلاحیں

اہلِ علم نے اکثر مذہبی اصطلاحیں ایسی مشکل اور ناقابلِ فہم بنادی ہیں کہ محض الفاظ ہی کے ڈر اور رعب سے غیر عربی دان عوام الناس ان کی طرف توجہ نہیں کرتے بلکہ خوف کھاتے ہیں کہ خدا جانے یہ کیا مصیبت ہے جو ہمیں درپیش ہے مثلاً عرفانِ الٰہی، الہام خداوندی، محبتِ الٰہی، وصلِ الٰہی، تقوی اللہ، ذکر و تسبیح، انعامات خداوندی، نصرت اللہ اور تائید الٰہیہ وغیرہ وغیرہ۔ جب علمائے کرام اپنی تقریروں میں ایسے الفاظ کا ذکر کرتے ہیں تو بیچارے کم علم دیہاتی لوگ حسرت سے ان کے منہ کو تکتے ہیں اگر انہی الفاظ کو عوام کے لئے سادہ عبارت میں اُن کی اپنی زبان میں بیان کیا جائے تو دین کے متعلق لوگوں کو بعض مشکلات دُور ہو جائیں اور اُن کو مذہب کا شوق بھی پیدا ہو جائے۔ مندرجہ ذیل اشعار میں ہر شعر کے ایک مصرع میں مذہبی اصطلاح اور دوسرے مصرع میں اس کا عام فہم اردو مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ ان اصطلاحات کی اصلیت سے کسی حد تک واقف ہو جائیں۔

◎

جان پہچان تم سے ہو جائے
معرفت سے بھلا ہمیں کیا کام

بات سُننے کو مَیں ترستا ہوں
مجھ کو الہام چاہیئے نہ کلام

تم پہ مرتے ہیں اے مرے پیارے
عشق کا دے رہے ہو کیا الزام

یونہی چھپ چھپ کے ملتے رہنا تم
وصل کا تو خیال ہی ہے خام
زاہدو! کیا کریں دعاؤں کو
مانگنا بھیک ہے ہمارا کام
مجھ سے تقویٰ کا کرتے ہو کیا ذکر
ڈرتا رہتا ہوں جب مَیں تم سے مدام
ذکر و تسبیح سے تعلق کیا
اپنے دلبر کا جَپ رہے ہیں نام
واسطہ کیا مجھے عبادت سے
ہوں تمہارا مَیں بندۂ بے دام
ہم تو تیرے ہیں خاکِ پائے دوست
عُجب اور کبر سے ہمیں کیا کام
جس کی آنکھوں میں رات کٹتی ہو
وہ تہجّد میں کیا کرے گا قیام
چیز کیا ہیں یہ نصرت و تائید
تم ہی آؤ گے وقت پر کچھ کام
ہم فقیروں کو دیجئے خیرات
اور کچھ چاہتے نہیں انعام

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل ......

دعوت الی اللہ اور ___ حُسنِ خُلق

از ملفوظات سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

محترم عبدالوہاب احمد صاحب شاہد

حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ... نے دین حق کے غلبہ کے لئے دعا کے ساتھ ساتھ اخلاق فاضلہ کا مؤثر ہتھیار ہمیں عطا فرمایا ہے۔ اور موجودہ حالات میں ہمارے لئے دعوت الی اللہ کے میدان میں حُسنِ خُلق ایسا انقلاب انگیز ہتھیار ہے کہ اس کے سامنے دنیا کے تمام ظاہری ہتھیار بھی ہیچ ہیں۔ اخلاقِ فاضلہ ایسے عظیم ہتھیار کے ذکر میں سیدنا حضرت المصلح الموعود..... فرماتے ہیں کہ :

"ہماری بندوقیں اور ہماری تلواریں وہ دعائیں ہیں جو ترقی احمدیت کے متعلق ہم ہر وقت مانگتے رہتے ہیں۔ اور ہماری بندوقیں اور ہماری تلواریں وہ اخلاقِ فاضلہ ہیں جو ہم سے صادر ہوتے ہیں۔ پس دلائل مذہبی، دعائیں اور اخلاقِ فاضلہ یہی ہماری توپیں اور یہی ہماری تلواریں ہیں۔ انہی توپوں اور انہی تلواروں سے ہم نے دنیا کے تمام ادیان کو فتح کر کے دین حق کا پرچم لہرانا اور ان پر غلبہ اور اقتدار حاصل کرنا ہے۔"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۷۔ اپریل ۱۹۳۹ء)

دنیا کو فتح کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حُسنِ خُلق کو بطور بنیاد کے قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ :

"بنیادی طور پر حُسنِ خُلق ہے جو حقیقت میں قوموں کو زندہ کیا کرتا ہے۔ اور حُسنِ خُلق ہی ہے جو دنیا پر غالب آیا کرتا ہے...... حُسنِ خُلق سے گھر بھی جیتے جاتے ہیں اور گلیاں بھی جیتی جاتی ہیں اور شہر بھی جیتے جاتے ہیں اور ملک بھی جیتے جاتے ہیں۔ تمام دنیا کی فتح حُسنِ خُلق پر مبنی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں دعا کے بعد سب سے زیادہ قوی ہتھیار حُسنِ خُلق کا ہتھیار تھا۔"

(خطبہ جمعہ۔ بدر ۱۴۔ جولائی ۱۹۹۴ء)

پس آج دعوت الی اللہ کے میدان میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود...... نے اخلاقِ فاضلہ کی جو تعلیم دی اور انہیں اختیار کرنے کی نصائح فرمائیں ان میں سے کچھ حضور کے اپنے الفاظ میں احباب کے استفادہ کے لئے پیش کی جا رہی ہیں۔

اخلاق اور بنیادی اینٹ

"اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں مجسم نظر آتی ہے) کا حصول ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرزِ زندگی کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرے۔ یہ اخلاق بطور بنیاد کے ہیں۔ اگر وہ متزلزل رہے تو اس پر عمارت نہیں بنا سکتے۔ اخلاق ایک اینٹ پر دوسری اینٹ کا رکھنا ہے۔ اگر ایک اینٹ ٹیڑھی ہو تو ساری دیوار ٹیڑھی رہتی ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۸۳-۸۴)

اخلاق نیکیوں کی کلید

"اخلاق دوسری نیکیوں کی کلید ہے...... پس یاد رکھو کہ اخلاق کی درستی بہت ضروری چیز ہے۔ کیونکہ نیکیوں کی ماں اخلاق ہی ہے...... اخلاق نیکیوں کی کلید ہے...... اخلاقِ فاضلہ حاصل کرو کہ نیکیوں کی کلید اخلاق ہی ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۵۴-۳۵۵-۳۵۷)

اخلاق۔ باطنی پیدائش و حسن

"اخلاق سے کوئی صرف نرمی کرنا ہی مراد نہ لے۔ خَلق اور خُلق دو لفظ ہیں جو بالمقابل معنوں پر دلالت کرتے ہیں۔ خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے..... اور خُلق باطنی پیدائش کا نام ہے...... دو لفظ ہیں ایک خَلق اور دوسرا خُلق۔ خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے اور خُلق باطنی پیدائش کا۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۸۳، ۳۵۴)

"خَلق اور خُلق دو لفظ ہیں۔ خَلق تو ظاہری حُسن پر بولا جاتا ہے۔ اور خُلق باطنی حُسن پر بولا جاتا ہے۔"
(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۶۱۹)

"خَلق اور خُلق دو الفاظ ہیں ...... جس قدر اعضاء ظاہری ہیں ...... سب خَلق کہلاتے ہیں اور اس کے مقابل پر باطنی قویٰ کا نام خُلق ہے۔"
(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۰۰)

اخلاق اور قویٰ کا استعمال

"اخلاق یہ ہے کہ تمام قویٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں۔ برمحل استعمال کیا جاوے ...... جس قدر قوتیں انسان کو دی گئیں ہیں ..... ان کا برمحل استعمال کرنا ہی ان کو اخلاقی حالت ہیں لے آتا ہے۔ ایک موقعۂ مناسب پر غضب کا استعمال بھی اخلاقی رنگ اختیار کر لیتا ہے۔"
(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۲۸۹-۲۹۰)

"کوئی قوت اور طاقت جو انسان کو دی گئی ہے فی نفسہٖ وہ بُری نہیں ہے ...... اس کا برمحل اور اعتدال پر استعمال ہی اخلاق ہے ...... خُلق سے مُراد یہ ہے کہ اندرونی قویٰ کو اپنے اپنے مناسب مقام پر استعمال کیا جائے۔"
(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۸۷، ۶۱۹)

"انسان کی انسانیت اور اخلاق فاضلہ ہی اس میں ہیں کہ محل اور موقعہ کے مطابق اپنے قویٰ کا اظہار کرے۔"
(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۵۶)

"سچے خُلق کا برتاؤ بہت مشکل ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک قویٰ کو برمحل برتا جاوے اور خدا سے ڈر کر وہ اپنی حد پر رہیں ...... خُلق محل پر مومن اور غیر محل پر کافر بنا دیتا ہے ...... کوئی خُلق بُرا نہیں بلکہ بد استعمال سے بُرے ہو جاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۵۵-۶۴۴)

اخلاق ۔ حقیقی قوت و خوبصورتی

"اخلاق کی خوبصورتی ایک ایسی خوبصورتی ہے جس کو حقیقی خوبصورتی کہنا چاہیئے۔ بہت تھوڑے ہیں جو اس کو پہچانتے ہیں ...... کسی کو اخلاق کی کوئی قوت نہیں دی گئی مگر اس کو بہت سی نیکیوں کی توفیق ملی۔"
(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۵۵)

(۱) "اخلاق سے اس قدر ہی مراد نہیں کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام لے۔ نہیں بلکہ شجاعت، مروت، عفت ...... سب اخلاقی قوتیں ہیں ...... یہاں تک کہ عقل و فکر وغیرہ تمام قوتیں خُلق

ہی میں داخل ہیں ... (۲) ہمت اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے اور مومن بڑا بلند ہمت ہوتا ہے۔"

(۱) ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۸۳-۱۹۴-۲۸۹ (۲) ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۶)

"ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیلِ اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں ...... اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یاد رکھو ساری ہمت اور قوت تبدیلِ اخلاق میں صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۸۸)

"انسان کے اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا نمونہ یہی ہے کہ وہ راستی کو قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے ...... جو شخص سچے اخلاق اور اخلاقی جرأت سے حصہ رکھتا ہے ...... وہ صرف راستی کا خواہشمند ہے ...... اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے ...... وہ شخص کیسا بیوقوف ہے جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا ...... اور اپنے قویٰ سے عمدہ کام نہیں لیتا۔ اور اخلاقی قوتوں کی تربیت نہیں کرتا۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۴-۲۶۲)

اخلاق اور امتیازِ انسانیت

"اخلاق ...... انسان کو انسان بناتا ہے ...... خُلق سے انسان اپنی انسانیت کو درست کرتا ہے ...... باطنی قویٰ جو انسان اور غیر انسان میں مابہ الامتیاز ہیں وہ سب خُلق میں داخل ہیں ...... اگر کوئی اپنے اخلاقِ فاسدہ کو اخلاقِ فاضلہ اور خصائلِ حسنہ سے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو اس کی اخلاقی حالت بالکل گر جاتی ہے ...... انسان جو اخلاقِ فاضلہ کو حاصل کر کے نفع رساں ہستی نہیں بنتا ...... وہ کسی بھی کام نہیں آسکتا۔ مُردار حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۸۳-۸۶-۳۵۴)

"اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ میں چار گروہوں کا ذکر ہے نبی، صدیق، شہید، صالح۔ پس جب کہ ایک مومن یہ دعا مانگتا ہے تو ان کے اخلاق اور عادات اور علوم کی درخواست کرتا ہے۔ اس پر اگر ان چار گروہوں کے اخلاق حاصل نہیں کرتا تو یہ دعا اس کے حق میں بے ثمر ہوگی۔ اور وہ بے جان لفظ بولنے والا حیوان ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۴۱)

"انسان کا سب سے بڑا نشان اس کا خُلق ہے۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۰)

اخلاق اور قربِ الٰہی

"قربِ الٰہی کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ پر عمل ہو۔ کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کی صفات کو ملحوظ خاطر رکھ کر ان کی عزت نہ کرے گا اور ان کا پرتو اپنی حالت اور اخلاق سے نہ دکھلائے وہ خدا کے حضور کیونکر جا سکتا ہے۔ ...... کمال عبدِ انسان کا یہی ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یعنی اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جاوے اور جب تک اس مرتبہ تک نہ پہنچ جاوے نہ تھکے نہ ہارے۔ ...... انسان ...... جس قدر قربِ الٰہی حاصل کرتا جاتا ہے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ سے رنگین ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر اصل سکھ اور آرام پاتا ہے۔ جس قدر قربِ الٰہی ہوگا لازمی طور پر اسی قدر خدا کی نعمتوں سے حصّہ لے گا۔" (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۲۷۵-۳۹۳-۳۹۶)

"عبادت میں ...... ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی صفات کا پرتو انسان کو اپنے اندر لینا چاہیئے۔ کیونکہ کمال عابد انسان کا یہی ہے۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ میں رنگین ہو جاوے۔" (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۰۷)

"انسان کے ایمان کا بھی کمال یہی ہے کہ تخلق باخلاق اللہ کرے۔ یعنی جو جو اخلاقِ فاضلہ خدا میں ہیں اور صفات ہیں ان کی حتی المقدور اتباع کرے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرے۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۶۰۸)

اخلاق اور انبیاء

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو مامور اور مرسل ہوتے ہیں اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ سے متصف بناتا ہے اور دنیا کی طرف مامور کرتا ہے۔ تا لوگ ان کے اخلاق اور کمالات سے حصہ لیں۔ اور اسی طرز اور روش پر چلیں ...... دل کا صیقل یہاں تک ہونا چاہیئے کہ اس میں سے بھی منہ نظر آ جاوے۔ منہ کا نظر آنا کیا ہے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا مصداق ہونا۔ سالک کا دل آئینہ ہے جس کو مصائب و شدائد اس قدر صیقل کر دیتے ہیں کہ اخلاق النبیؐ اس میں منعکس ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھو نبی تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ ثابت کرنے کے لئے آتے ہیں اور اپنی عملی حالت سے دکھا دیتے ہیں کہ وہ اخلاق اللہ کا پورا نمونہ ہیں۔" (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۱۷-۱۸-۳۴۲ جلد ۲ صفحہ ۱۱۷)

(۱) "اہل اللہ ...... میں بعض خُلق ایسے پوشیدہ ہوتے ہیں کہ جب تک ان پر تکالیف اور شدائد

نہ آویں ان کا اظہار ناممکن ہوتا ہے ... (۲) انبیاء پر اگر کوئی واقعہ مصیبت کے رنگ میں آتا ہے تو اس سے خداتعالیٰ کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ ان کے اخلاق کو وہ دنیا پر ظاہر کرے کہ ...... وہ کن اخلاقِ فاضلہ کے صاحب ہوتے ہیں۔"
((۱، ۲) ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۵۲-۷۰)

"تزکیہ جس کو اخلاقی تزکیہ کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا...... یہ فضل الٰہی انبیاء علیہم السلام پر بدرجہ کمال ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اوّل ان کا تزکیہ اخلاقی کامل طور پر خود کر دیتا ہے۔"
(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۱۱)

"سب سے اکمل نمونہ اور نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو جمیع اخلاق میں کامل تھے اسی لئے آپؐ کی شان میں فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔
(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۸۴)

(۱) "اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا۔ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور طرزِ عمل کو اپنا راہبر اور ہادی نہ بناوے .... (۲) سچی اتباع آپ کے اخلاق فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہوتا ہے ...... آپؐ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔"
((۱، ۲) ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۶۲-۱۲۱)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے متمم ہیں اور اس وقت خداتعالیٰ نے آخری نمونہ آپؐ کے اخلاق کا قائم کیا ہے۔"
(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۵۷۳)

اخلاق اور عظیم اعجاز و کرامت

"خُلق عظیم بڑی بھاری کرامت ہے ...... اخلاقی حالت ایک ایسی کرامت ہے جس پر کوئی اُنگلی نہیں رکھ سکتا...... انسان اخلاقی حالت کو درست کرے۔ کیونکہ یہ ایسی کرامت ہے جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ نفع دُور تک پہنچتا ہے ...... بہت سے رند اور عیاش ایسے دیکھے گئے ہیں جو کسی خارق عادت نشان کے قائل نہیں ہوئے لیکن اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی سر جھکا لیا اور بجز اقرار اور قائل ہونے کے دوسری راہ نہیں ملی اور بہت سے لوگوں کے سوانح میں اس اَمر کو پاؤ گے کہ انہوں نے اخلاقی کرامات ہی کو دیکھ کر دین حق کو قبول کیا۔" (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۸۹-۹۰)

"اچھے اخلاق ظاہر کرنا اپنی کرامت ظاہر کرنا ہے...... کرامتیں انواع و اقسام کی ہوتی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک اخلاقی کرامت بھی ہے جو ہر میدان میں کامیاب ہے ...... جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے ...... وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔ اس کا اثر ہمسایہ پر

بہت اعلیٰ درجہ کا پڑتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۱ صـ ۹۲)

(۱) "ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور قوی اعجاز اخلاق ہی کا دیا گیا۔ جیسے فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ آپ کے اخلاقی اعجاز کا نمبر...... سب سے اوّل ہے۔ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ نہیں بتلا سکتی اور نہ پیش کر سکے گی... (۲) معجزات کے ہزاروں منکر ہوتے ہیں اخلاق کا کوئی منکر نہیں۔" (۱، ۲) ملفوظات جلد ۱ صـ ۸۹-۴۵۳)

"اخلاقی نمونہ ایسا معجزہ ہے کہ جس کی دوسرے معجزے برابری نہیں کر سکتے۔ سچے اسلام کا یہ معیار ہے کہ اس سے انسان اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایک ممیز شخص ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صـ ۴۹۲)

"اگر انسان تکبّر چھوڑ دے اور اخلاق اور ملنساری سے پیش آوے تو یہ ایک بھاری معجزہ ہوتا ہے۔ اخلاقی معجزہ ہمیشہ اپنے اندر ایک زبردست تاثیر رکھتا ہے...... سچی تعلیم اور پاک ایمان کا اثر اخلاق سے ظاہر ہوتا ہے...... اوّل ہی اوّل انسان کی نظر انسانی اخلاق پر پڑتی ہے۔ اس واسطے اس خُلق کا کمال ایک بڑا بھاری اور شاندار معجزہ ہے...... اخلاقی معجزہ صداقت کی ایک بڑی بھاری دلیل ہے۔" (ملفوظات جلد ۵ صـ ۵۰۱-۵۰۲)

اخلاق اور دلوں پر فتح

(۱) "اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو...... خود اپنے تئیں سنوار اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے... (۲) تم اپنے اخلاق اور عادات میں ایک نمایاں تبدیلی کرو جو دوسروں کیلئے ہدایت اور سعادت کا موجب ہو۔" (۱، ۲) ملفوظات جلد ۱ صـ ۴۲-۹۵)

(۱) "اخلاقی حالت ایسی درست ہو کہ کسی کو نیک نیتی سے سمجھانا اور غلطی سے آگاہ کرنا ایسے وقت پر ہو کہ اسے بُرا معلوم نہ ہو...... دوسروں کے ساتھ بھی پورے اخلاق سے کام لینا چاہیئے......

(۲) اخلاق یہی چاہتا ہے کہ سائل پر جلدی ناراض نہ ہو۔ یہ شیطان کی خواہش ہے کہ وہ اس طریق سے تم کو نیکی سے محروم رکھے اور بدی کا وارث بناوے۔" (۱، ۲) ملفوظات جلد ۱ صـ ۱۳۵-۳۵۴)

"یاد رکھو نرمی عمدہ صفت ہے...... فتح جنگ سے نہیں دلوں کو فتح کرو اور دل جنگ سے فتح نہیں ہوتے بلکہ اخلاقِ فاضلہ سے فتح ہوتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۵ صـ ۶۱)

اخلاق اور اصلاح و ترقی

(۱) "خدا نے مجھے مسیح کے رنگ پر بھیجا ہے اور اصلاح اخلاق کے لئے بھیجا ہے..... اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ جن سے اسلام کو داغ لگ جاوے ...... ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں ...... میرے خُلق کی پیروی کرو ...... تمہیں چاہیئے کہ تخلقوا باخلاق اللہ بنو... (۲) ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ اس جماعت کے تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ...... اخلاقِ حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو...... کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی ...... اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہیں۔"

((۱) ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۶۴-۴۸-۴۹۹ (۲) جلد ۴ صفحہ ۲۰-۶۱-۹۹-۲۱۶-۲۱۹)

(۱) "اخلاقی حالت کو درست کرنا چاہیئے ...... جس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے.... (۲) خلق یعنی ظاہری جسمانی اعضاء میں اگر کسی قسم کا نقص ہو تو وہ ناقابلِ علاج ہوتا ہے مثلاً ہاتھ اگر چھوٹا پیدا ہوا ہے تو اس کو بڑا نہیں کر سکتا لیکن خُلق میں اگر کوئی کمی بیشی ہو تو اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔"

((۱) ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۵۹ (۲) جلد ۴ صفحہ ۱۰۱)

اظہار اخلاق کے لئے مواقع

(۱) "اخلاق کے اظہار کے لئے جب تک موقع نہ ملے کوئی اخلاق ثابت نہیں ہو سکتا..... سب خُلق موقع سے وابستہ ہیں.... (۲) انسان کا خُلق اس کی فتح اور کامیابی کے متعلق ہوتا ہے کہ جو کچھ صبر وغیرہ اخلاقِ فاضلہ مصیبت اور بلا کے وقت دکھلاتا ہے وہی فتح اور اقبال کے وقت دکھلاوے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں قسم کے وقتوں پر اخلاق دکھانے کا موقع ملا۔ جو خُلق عظیم تنگی اور بلا کے وقت آپؐ نے مکّہ میں دکھلائے تھے وہی آپؐ نے بادشاہ ہو کر دکھلایا۔"

((۱،۲) ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۶۱-۴۳۷)

(۱) "انسان کو جو اخلاق دیئے گئے ہیں ان کے استعمال کے مختلف موقعے ہوتے ہیں ...... (۲) اضطرابوں کا آنا تو انسانی اخلاق اور مدارج کی تکمیل کے واسطے ضروری ہیں... (۳) کسی شخص کے اخلاقِ فاضلہ اور اس کے خُلق کے متعلق اس کے حالات کا اندازہ تب ہی سکتا ہے جب اس پر انعام و ابتلاء ہر دو طرح کے زمانے آ چکے ہوں۔"

((۱،۲،۳) ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۳۳-۱۴۸-۲۵۵)

(۱) "بہت سے اخلاقِ فاضلہ اس قسم کے ہیں کہ وہ صرف نزول مصائب پر ہی حاصل ہوتے ہیں..... اخلاق کے سارے پہلو پورے نہیں ہوتے جب تک ہر قسم کی حالتیں پیش نہ آئیں ... (۲) شدائد اور مشکلات بھی ...... اخلاق کی تکمیل کے لئے ہوتی ہیں۔" (۱، ۲) ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۹۰-۳۱۷

اخلاق، سچی ہمدردی اور حلم

"یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھاؤ۔ اور ان سے ہمدردی کرو۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۰۵)

(۱) "اخلاق ...... یہ ہے کہ سچی ہمدردی کرے ... (۲) خُلق وہ ہے جو للّٰہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اس پر ایمان اور نوع انسان کی خدمت یہ باتیں خلق ہیں ... (۳) ایک غیر مومن کی بیمار پرسی اور ماتم پرسی تو حسنِ اخلاق کا نتیجہ ہے .... (۴) اخلاق فاضلہ اسی کا نام ہے۔ بغیر کسی عوض معاوضہ کے خیال سے نوع انسان سے نیکی کی جاوے۔" (۱، ۳) ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۶۳-۴۷۳ (۲) جلد ۴ صفحہ ۵ (۴) جلد ۵ صفحہ ۵۷۱

(۱) "یاد رکھو یہ تنگ دلی اور تنگ ظرفی کا نشان ہے کہ انسان اختلافِ شریعت و مذہب کی وجہ سے اخلاق کو بھی چھوڑ دے۔ اختلاف رائے اور چیز ہے اور اخلاق اور۔ یہ انسانی اخلاق کی خوبی اور کمال ہے کہ باوجود اختلاف رائے کے اخلاقی کمزوری نہ دکھائے ... (۲) مذہب تو اس لئے ہوتا ہے کہ اخلاق وسیع ہوں جیسے خدا تعالیٰ کے اخلاق وسیع ہیں ...... حقیقی مذہب والا تنگ ظرف نہیں ہو سکتا ......

یاد رکھنا چاہیئے کہ نمائش و نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتے۔ اور ان میں اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ...... جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔"

(۱، ۲) ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۶۱-۱۶۲ (۳) صفحہ ۲۱۶)

(۱) "ہر شخص کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیئے۔ ... (۲) ہمیں خدا تعالیٰ نے وسیع اخلاق سکھلائے ہیں ...... ہمارے اصول میں داخل نہیں کہ اختلاف مذہبی کے سبب کسی کے ساتھ بدخلقی کریں ...... غیر مذہب والا ایک بیمار کی مانند ہے ...... پس بیمار تو اور بھی قابلِ رحم ہے جس

خلافت لائبریری ربوہ

کے ساتھ بہت خُلق اور حلم اور نرمی کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔" (۱) ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ (۲) جلد ۵ صفحہ ۴۱)

تبدیلیٔ اخلاق کے ذرائع

"پانچ وقت نمازوں کو باجماعت محلہ کی (بیت) میں ادا کریں تاکہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو ...... اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ صحبت صادقین بھی ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبہ: ۱۱۹) یعنی تم خدا تعالیٰ کے صادق اور راستباز لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۰۱)

"خُلق ایسی شئے ہے جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اگر تبدیلی نہ ہو سکتی تو یہ ظلم تھا۔ لیکن دعا اور عمل سے کام لوگے تب اس تبدیلی پر قادر ہو سکو گے۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۰۰)

بقیہ : خُطبہ جمعہ

موقع پر حضور انور نے مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب سے دریافت فرمایا کہ چونکہ ہم نے دو تقریبیں اکٹھی کرنی ہیں یعنی خطبہ اور اجتماع ۔ اور اجتماع کے آغاز پہ دعا کروائی جاتی ہے تو کیا ہم نماز جمعہ ہی میں دعا کو شامل کر لیں یا خطبہ ثانیہ کے بعد باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر دعا کریں اور پھر نماز پڑھیں۔

حضور انور نے بعد مشورہ فرمایا۔ تو مشورہ یہی ہے کہ افتتاحی دعا جیسے کہ کی جاتی ہے۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ نماز جمعہ کے اندر ہی ہمیں اپنے اجتماع اور اپنی ساری زندگیوں کی کامیابی کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔

تعارف مجلس عاملہ انصار اللہ مقامی۔ ربوہ

(کرسیوں پہ) دائیں سے بائیں ۔ منیر الدین احمد۔ بشیر احمد قمر۔ محمد صادق۔ چوہدری نصیر احمد۔ حضرت میاں جان محمد صاحب۔ رفیق حضرت مسیح موعود ..... ۔ چوہدری حمید اللہ صاحب۔ وکیل اعلیٰ و صدر مجلس انصار اللہ پاکستان۔ صاحبزادہ میرزا منصور احمد صاحب۔ ناظر اعلیٰ و صدر مجلس شوریٰ پاکستان۔ مولوی محمد صدیق شاہد گورداسپوری زعیم اعلیٰ انصار اللہ مقامی ربوہ۔ لطیف احمد کاہلوں۔ خلیفہ صباح الدین احمد۔ لئیق احمد عابد۔ ملک محمد اعظم۔ بشارت احمد

کھڑے ہوئے ۔ میر محمد عبد اللہ۔ عبد السلام ظافر۔ عبد الرشید رازی۔ محمد عبد الرشید یحیٰی۔ ملک اللہ بخش۔ مبارک احمد ظفر۔ محمد افضل بٹ۔ سید محمد امین شاہ۔ خواجہ برکات احمد۔

ُ

ص۴۱)

یں ہو
رتعالیٰ
متیاز

ں دعا
۱۰۰)

ں اکٹھی
ہی ہیں

س کی
میابی

—

محمد صاحب۔
یرزا منصور
فامی ربوہ۔

ش۔ مبارک احمد

مجلس عاملہ انصاراللہ مقامی ربوہ



بتقریب حصول علم انعامی برائے سال ۱۹۹۵ء برموقعہ مجلس شوریٰ مؤرخہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۹۶ء
صدر مجلس شوریٰ و صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کے ساتھ

تعارف صفحہ نمبر ۴۰ پر